

1243/5

CHECKED - 1963

۲۸۷۷۷
۷۰۱

قصائد خاقانی

مقدمه

CHECKED

اقتضای مدیریت، در خصوص

کتابخانه (تذکره)

۷۹۲۰—AD.

قصائد حکیم خاقانی

مع مقدمہ

1987ء

حسان العجم افضل الدین خاقانی شروانی کے
حالات زندگی اور ان کے کلام پر

نقد و تبصرہ

قصائد کا انتخاب
جس کو

جناب حافظ جلال الدین احمد جعفری زمینی

ایم۔ آر۔ اے۔ ایس (لندن) نے

مرتب کیا

عبدالواسع جعفری کے اہتمام سے ۱۹۲۰ء
لیج انوار احمدی واقع الہ آباد میں چھپا
قیمت فی جلد ۱۰/-

فہرست مضامین مقدمہ و قصائد خاقانی

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۳	خاقانی کی رائے اپنی شاعری کے متعلق	۵	تمہید
۳۴	حکیم ثنائی کے کلام کے خصوصیات	۷	حکیم خاقانی کے حالات
۳۵	خاقانی کے ذاتی اوصاف	۲۳	خاقانی کی تصنیفات
۳۶	کلام کے خصوصیات	۲۴	خاقانی کی شاعری کی ابتدا
۳۸	خاقانی کے شاعری کا طرز	۲۵	چھٹی صدی کے نامور شعرا
۳۹	خاقانی کی قاور الکلامی	۲۶	{ چھٹی صدی کی قصیدہ گوئی کے خصوصیات
۴۰	خاقانی کی کلام کے عام فہم نہ ہونے کے اسباب		
۴۰	خاقانی کی بدیرہ گوئی	۲۷	{ چھٹی صدی کے تکلفات کے ثنائی کی طرف کس نے کوشش کی
۴۱	واقعہ نگاری		
۴۳	مناظر قدرت کی مصوری	۲۹	خاقانی کے قصائد کے اقسام
۴۴	اوصاف نگاری	۳۲	{ خاقانی کے متعلق ارباب تذکرہ کی رائیں
۴۵	صنائع و بدائع		

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۵۵	ہر صبح سرزگلشن سودا برآ درم	۱	انتخاب قصائد خاقانی
۶۰	صبح وارم کا قنابے در نہال آدوہ ام	۱	سریر فقر تر اسر کشد بتاج رضا
۶۶	ہر صبح پاسے صیر بدامن در آورم	۵	اسے پنج نوبہ کو فتنہ در دوار ملک لا
۷۰	ہاں اسے دل خبرت میں از دیدہ نظر کن ہاں	۱۰	طفلی ہنوز بستہ بہ گوارہ فنا
۷۳	صیحدم چوں کلمہ بند آدوہ دو اسلے من	۱۲	عروس عافیت انگہ قبول کرد مرا
۷۷	سنت عشاق چسیت برگ عدم ساقین	۱۷	زود نفس ستر بہر صبح طبع نقاب
۷۸	ناگزرا فی دل است نوبت غم داشتین	۲۱	صفیٰ است شرین اورا کہ بوجہم دریاید
۸۰	تخط و فاست در نہنہ آخر الزماں	۲۳	مقصدا اینجا است ندائے طلب اینجا شنوند
۸۴	در کام صبح از نافی شب اشک است عذر بخیمہ	۲۸	شب روال از صبح صادق کعبہ حیاں دیدہ اند
۸۵	عید است پیش از صیحدم منزہ ہنجا آردہ	۳۵	شب روال چوں بچ صبح آئینہ سیمابیند
۹۰	صبح نیزال ہیں بعدد کعبہ مہمان آمدہ	۴۱	صبح ز مشرق چو کرد برق ہوہر آشکار
۹۴	پیش کہ صبح برورد شفقہ چتر عنبر می	۴۱	دل من پیر تعلیم است دین طفل زباں نشاں
۱۰۲	نثار اشک من ہر شب نسکر زیست نہانی	۴۸	صبح از حائل فلک آہنخت خنجرش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ برقصائد خاقانی

تمہید

اقسام نظم میں قصیدہ سب سے ضروری نظم ہے۔ قدما میں کمال شاعری کا دار مدار محض قصیدہ گوئی پر تھا۔ جو شاعر اس صنف پر جس قدر زیادہ قدرت رکھتا تھا اُسی قدر شاعری میں اُس کا مرتبہ کمال زیادہ سمجھا جاتا تھا۔ چھٹی صدی ہجری میں جو قدما کے دور کا آخری زمانہ ہے۔ قصیدہ گوئی کی ترقی معراج کمال پر پہنچ چکی تھی۔ اُس زمانہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ کمال اساتذہ کا جس کثرت سے مجمع تھا اس کی نظیر آج تک نہیں مل سکتی۔ اُس زمانہ میں شاعر کے لئے صرف یہی ضروری نہ تھا کہ وہ فن شاعری میں کمال رکھتا ہو۔ بلکہ اُس کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ دیگر علوم متداولہ میں بھی پوری دستگاہ رکھتا ہو۔

جو لوگ شاہی خدمات پر مامور تھے مثلاً ندیم - وزیر - امیر وغیرہ -
تھے کہ حاجب ان میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو حکیم یا فاضل یا کسی فن میں
کامل نہ ہو۔

وزرا و امرا جن لوگوں کو شاہی خدمات کے لئے پیش کرتے تھے پہلے خود
اُس کی استعداد کا اندازہ کر لیتے تو پیش کرتے۔ اور خود سلاطین بھی قابل
اور اکثر ان میں شاعر بھی تھے۔ اور شعر کی قدر کرتے تھے۔ ان سلاطین
میں سے آل سلجوق کے درباری شعر کی تعداد سب سے زیادہ تھی۔

اتابکان فارس کے شعرا میں ظہیر الدین فاریابی - نظامی گنجوی - اور
تھو از م شاہی میں رشید الدین و طوطا - اور شاہان شرواں میں
منوچہری دامغانی خاقانی شروانی - خواقتین سمرقند میں امیر عمق غزنویہ
میں حکیم سنائی -

ان شعرا میں حکیم انوری - ظہیر فاریابی - حکیم خاقانی - نظامی گنجوی کو جو
شہرت حاصل ہوئی وہ کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔

باوجودیکہ دنیاے شاعری میں خاقانی بڑی عزت کی نظر سے دیکھا جاتا
ہے۔ مگر تذکرہ نویسوں نے اُس کے حالات لکھنے میں بہت کوتاہ قلمی
سے کام لیا ہے۔ خصوصاً علامہ شبلی نے تو شعرا بحجم میں شاہیہ شعر کی بہت
میں ان کا نام بھی نہیں لکھا۔ اس لئے ان کے قصائد - قطعات اور مثنوی

تحفہ العرفین سے ان کے حالات ان ذکر کے لکھے جاتے ہیں۔ میں اپنے مکرّم عنایت فرما جناب قاضی ممتاز حسین صاحب بے پوری کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ اُنھوں نے اس خدمت میں مجھے بہت مدد دی۔

حکیم خاقانی کے حالات

ابراہیم نام۔ افضل الدین لقب۔ ابی بدیل کنیت۔ خاقانی تخلص تھا۔ یہ سنہ ۷۵۰ھ میں پیدا ہوا۔

خاقانی ابھی بچہ ہی تھا کہ باپ نے اس کو اپنے سایہ عاطفت سے جدا کر دیا۔ اُس کے چچا عمر ابن عثمان نے سات برس تک تعلیم و تربیت کی۔ علم لغت۔ ریاضی۔ فلسفہ اور فن شاعری میں اُس کو ماہر کر دیا۔ جب خاقانی فن شاعری میں کامل ہو گیا تو اُس کے چچا نے اُس کو حسان العجم کا لقب عنایت فرمایا۔

خاقانی ۲۵ برس کا تھا کہ اُس کے چچا کا انتقال ہو گیا۔ چچا کے مرنے کا اُس کو سخت رنج ہوا۔ اُس کا چچا زاد بھائی امام وحید الدین عثمان جو اُس کا ہم سبق تھا اور طب۔ نجوم۔ حکمت۔ علم الہی صرت و نحو وغیرہ میں اس سے بہت قابل تھا اُس کے ساتھ رہنے لگا۔

خاقانی کو جوانی ہی میں تصفیہ باطن کا خیال آیا تو ملک السادات

امام شرف الدین محمد ابن مظہر علوی کے خدمت میں حاضر ہو کر ریاضات و مجاہدات کر کے تصفیہ باطن حاصل کیا۔

ابوالعلاء گنجوی شاہ شرواں خاقان کبیر جلال الدین اُختسائے منوچہر کے دربار میں ملک الشعراء تھا اور بڑی شان و شوکت اور قدر و منزلت رکھتا تھا۔ خاقانی نے شاعری ابوالعلاء گنجوی سے سیکھی تھی۔ ابوالعلاء خاقانی پر نہایت مہربان تھا۔ اُس نے اپنی لڑکی کا نکاح اُس کے ساتھ کر دیا۔ اسی کی وساطت سے خاقانی کی خاقان کبیر کے دربار میں رسائی ہوئی تھی۔

جب خاقانی کو چاہ و ثروت حاصل ہوئی۔ اور دور دور اُس کی شہرت ہوئی تو اُس کو غرور ہو گیا۔ وہ اپنے محسن اور شفیق استاد کے احسان کو بھول گیا۔ اُن سے بے التفاتی کرنے لگا۔ ابوالعلاء کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی۔ اور اُس نے خاقانی کی ہجو کی۔ خاقانی اُن اشعار کو سن کر بہت ہی چراغ پا ہوا۔ لیکن ابوالعلاء استاد تھا۔ محسن تھا۔ کیا کر سکتا تھا۔ چند اشعار لکھ کر استاد سے معافی مانگی۔ مگر ابوالعلاء کا عرصہ اور بڑھا۔ اور اُس نے خاقانی کی پھر ہجو کی۔ اب خاقانی کو بھی تاب نہ رہی اُس نے بھی استاد کی ہجو لکھی۔ اُس وقت سے خاقانی کے دل میں استاد کی طرف سے ایسی کدورت ہو گئی کہ آخر عمر تک نہ گئی۔

خاقانی کی طالب علمی کا زمانہ تھا کہ شرواں میں سخت قحط پڑا۔ خاقانی نے عراق جانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ وہ شرواں سے روانہ ہوا۔ قستان ہوتا ہوا عراق پہنچا۔ بادشاہ شکار گاہ میں تھا۔ یہ شاہی لشکر گاہ میں گیا۔ اور کئی روز تک اس جستجو میں سرگرداں رہا کہ کسی شاہی مقرب سے ملاقات ہو جائے تو اُس کے ذریعہ سے شاہی دربار میں رسائی ہو جائے۔

ایک روز شام کو یہ لشکر گاہ میں چکر لگا رہا تھا کہ جمال الدین موصلی سے ملاقات ہو گئی۔ جمال الدین موصلی شاہ عراق کے دربار میں صدالوڑا تھا۔ اور اتنا معزز و محترم سمجھا جاتا تھا کہ شاہ عراق اُس کو اپنا باب اور خلیفہ اور اپنا بھائی کہتا تھا۔

جمال الدین موصلی اور خاقانی میں جو گفتگو ہوئی اُس کو خاقانی نے

تحفۃ العرفین میں اس طرح نظم کیا ہے ۵

گفتا چہ کسی؟ و چیت ناست؟	اصلت ز کیا؟ کجا مقامت؟
گفتم متعلیٰ سخندان	میلاد من از بلاد شروان
بودم چو خلیل عمد اول	فرزند دروگرے معطل
در غار بلاگزیدہ آرام	انگشت خرد مزیدہ مدام
در بتکدہ ہوار سیدہ	برہمزدہ ہر بتے کہ دیدہ
در بند بنجوم چاہ ماندہ	ہزار بتی خطاب راندہ

پس کردہ بروے قبلہ راز
 رشک آمدہ چرخ رازحالم
 پس چہ لطف برگزشتہ
 پس ساختہ از پیئے منازل
 و آخر ز برائے قربانیداں
 گفتا بعراق چوں فتاوی
 گفتم کہ دران دیار پرشور
 آن خطہ بدست قحط اسیر است
 پیرا ہنش آبہائے ناخوش
 از صنعت چرخ دوست گردش
 غافل چہ کند سواد خضر اش
 بختم سفر عراق فرمود
 چوں راہ عراق در کشیدم
 می پویم تا جوار درگاہ
 پروانہ خویش کن پناہم
 کان بارگہ از چہ معجز آرد
 گر چہ ز حد ثنا است برتر

اتی و بہشت و جی آغاز
 انگندہ بدوزخ و بالہم
 و ان دوزخ من بہشت گشتہ
 در وادی عشق کعبہ دل
 فرزند ختمیر کردہ قمریاں
 زان ناہیہ چوں بردن فتاوی
 نان شیریں بود و آبہا شور
 جالیش نہ محل دلپذیر است
 بالاش مظاہمے آنشر
 دوزخ ز برد حجیم گردش
 آن شہر کہ دوزخ است بالآخر
 زان آب و ہوائے قحط فہر
 نعمتکہ بہشت دیدم
 بر بولے قبول حضرت شا
 تارہ دہد ببار کاہم
 دارو ہمہ چوں منہ دار
 نگر زوش از چو من ثناگر

اس کے بعد ملک الوزرا نے خاقانی کو نصیحت کی اور سمجھایا کہ ہمارا بادشاہ بڑا دقیقہ رس اور خوردہ شناس ہے تو ابھی نو آموز طالب علم ہے۔ تیرا وہاں تک پہنچنا دشوار ہے۔ ابھی اور علم حاصل کرنا چاہئے۔ تاکہ یہ خالی دور ہو جائے۔ جب پختہ ہو جائے اُس وقت عراق کی طرف آنا۔

خاقانی نے جواب میں عرض کیا کہ میں نے اتنا لبا سفر کیا۔ جہاں قحط پڑ رہا ہو وہاں خالی ہاتھ کیا جاؤں۔ اگر لوگوں نے پوچھا کہ تو نے خواجہ سے کیا پایا تو کیا جواب دوں گا۔ ناکام لوٹا تو یہی کہنا پڑے گا کہ خواجہ منحوس تھا۔ اُس نے کچھ نہ دیا۔

اُس پر ملک الوزرا نے خاقانی کو ایک انگوٹھی دی۔ جس پر اسمِ اعظم کندہ تھا۔ اور ہدایت کی کہ تو اس انگوٹھی کو نہ کسی کو دینا نہ بیچنا۔ اپنے ہی پاس رکھنا۔

خاقانی کہتا ہے کہ میں نے وہ انگوٹھی لے لی۔ ملک الوزرا کا شکریہ ادا کیا۔ اور اُس کے حق میں دعاے خیر کی۔ اور انگوٹھی لیکر عراق سے لوٹا۔ اور قہستان ہوتا ہوا انتشار میں آیا۔ وہاں سے شہرِ واں پہنچا۔ اس انگوٹھی کے اثر سے بخار جاتا رہتا تھا۔ اور بچہ آسانی سے پیدا ہوتا تھا۔

جب اس انگوٹھی کی شہرت ہوئی۔ اور یہ خبر خاقانِ کبیر تک پہنچی۔ تو اُس نے فوراً قاصد بھیجا۔ اور انگوٹھی طلب کی۔ خاقانی نے انگوٹھی

دینے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ بادشاہ کو انصاف کرنا چاہئے۔ زبردستی کسی سے چیز چھیننا سراسر ظلم ہے۔ بادشاہ نے کہا کیا کہ اس کی قیمت تو مجھیسے جو مانگے گا میں دوں گا۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شہر مانگے گا تو اس کے بھی دینے میں تامل نہ کروں گا۔

خاقانی نے جواب میں یہ کہا بھیجا کہ یہ مال وقت ہے مجھے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ میں اس کو دوں یا فروخت کروں۔

خاقانی کہتا ہے کہ میں جب اُس انگوٹھی کو پہن لیتا تو میری بہت قدر کی جاتی۔ چہرہ کی زردی اور دل کی کمزوری اُس سے دور ہو جاتی۔ میں اُس کو کبھی عام میں کبھی جیب میں اور کبھی اپنے گھر کے کسی گوشہ میں رکھتا جب انگوٹھی کو اپنے پاس سے علیحدہ کرتا تو بدحواس سا رہتا۔ خیالات فاسدہ کا غلبہ ہوتا۔ حرص و طمع بڑھ جاتی۔ سلاطین و امرا کی مدح سرائی کی رغبت پیدا ہوتی۔ اور میں روزی کی طلب میں در در مارا پھرتا۔

آخر میں ایک رات کچھ غور و فکر میں تھا کہ یکایک مجھے دنیا سے نفرت پیدا ہو گئی۔ اور میں مست و حدت ہو گیا اور بہت طبع مجسم روشن ہو گئے صبح کا وقت تھا کہ حضرت خضرؑ سے ملاقات ہوئی۔ اُنھوں نے خوش ہو کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ میں نے اُن کے سامنے پیشانی زمین پر رکھ دی مجھے خیال آیا کہ یہ انگوٹھی حضرت خضرؑ کو نذر کر دینی چاہئے میں فوراً ہی

انگوٹھی لایا۔ میں نے اُن کے قدموں کو چوما۔ اور وہ انگوٹھی اُن کے نذر کر دی۔
 انھوں نے پوچھا کہ یہ انگوٹھی کہاں سے تیرے ہاتھ لگ گئی ہیں نے
 عرض کیا کہ عراق گیا تھا۔ وہاں خواجہ جمال الدین موصلی نے مجھے یہ
 انگوٹھی عنایت فرمائی۔ حضرت خضر نے مجھے ایک اور انگوٹھی دی۔ اور
 فرمایا کہ اس کو بائیں ہاتھ میں پھننا اور اُس کو داپنے ہاتھ میں۔ میں نے
 حضرت کا شکریہ ادا کیا۔

خاقانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت خضر سے عرض کیا کہ حضرت یہاں
 آپ کے قدم رنجہ فرمانے کا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا کہ کل رات کو
 کوہ لبنان پر میں ایک دعوت میں شریک تھا۔ وہاں قطب۔ غوث۔
 ابدال۔ اوتاو وغیرہ سب جمع تھے۔ ایک سالک نے تیرے اشعار پڑھے۔
 اُس سے لوگوں پر وجہ کی کیفیت طاری ہوئی۔ میں نے بھی عمامہ کے
 ٹکڑے کر ڈالے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ شاعر کہاں کا رہنے والا ہے۔ میں نے
 جواب دیا کہ شروال کا۔ اس کو نعت خواں خاقانی کہتے ہیں۔ سب نے
 بالاتفاق کہا کہ ایسا قابل اور دنیاوی تعلقات میں گرفتار۔ اے خضر!
 آپ تشریف لیجائیں۔ اور اُس کو نصیحت کریں۔ میں صرف اسی وجہ سے
 آیا ہوں۔

اے خاقانی لوگوں ہوش سے ان نصیحتوں کو سن۔ سب نصیحتوں سے

بہتر یہ نصیحت ہے۔

”زمانہ زہر قاتل ہے تو اس کو شہدہ خیال کر۔ اس سے بچنا رہ۔ صبح کی بہار اور شام کا حسن تجھے فریب میں نہ ڈال دے۔ رات زنگی سپاہی ہے اور دن پسیدہ دیو۔ یہ دونوں تیری تحریب میں ہیں۔ تو ان دونوں سے ہوشیار رہ۔ اس شخص پر افسوس ہے جس کو آسمان عیش و عشرتی کی خوشخبری سناتا ہے اور وہ اس کے فریب پر ایسا فریفتہ ہے کہ اسرار الہی کے دریافت سے باز رہتا ہے۔ دنیا کے جھگڑوں میں ایسا پھنستا ہے کہ خواہشات جہانی ہی میں اپنی عمر عزیز کو برباد کر دیتا ہے۔ جو لوگ ان زخارف دنیاوی میں گرفتار رہیں وہ نقصان اور فساد کے سوا کچھ نہ پائیں گے۔“

خاقانی کہتا ہے کہ جب حضرت خضرؑ میرے دل کو وعظ و نصیحت سے گرمایا تو شرم سے میری نظریں بجی ہو گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت خضرؑ سے میں نے ہمت سے علمی سوالات کئے۔ حضرت خضرؑ فرمایا کہ یہ سب شیطانی باتیں ہیں اس کو چھوڑ دے۔ خدا اور رسول کے احکام میں غور کر۔ اور روح کی ترقی کی فکر کر۔

خاقانی نے ۱۶ برس کی عمر سے پہلے شعر کہنا شروع کیا تھا۔ اسی عمر میں اس کو دربار شاہی میں رسائی ہو چکی تھی۔ اس نے اپنے بچپن ہی میں ابوالفتح فخر الدین شروان شاہ منوچہر کی تعریف میں یہ قصیدہ کہا تھا۔

صفیہ است حسن اور اکہ بوہم در نیاید روشے است عشق اور اکہ کفایت در نیاید
 اُس کے بعد ابوالفتح کا بیٹا خاقان کبیر جلال الدین اختسماں شروں
 کے تخت سلطنت پر بیٹھا۔ خاقانی اُس کی تعریف میں کہتا ہے۔

میوہ دولت منوچہراست اختسماں افسر کیان ملوک
 خاقان کبیر خاقانی کی نہایت عزت کرتا تھا۔ جس نے حکم دیا تھا کہ خاقانی
 کو ہر قصیدہ پر ہزار اشرفیاں انعام دی جائیں۔ اور وقتاً فوقتاً جو انعامات
 ملتے تھے وہ اس کے علاوہ تھے۔

خاقانی نے اپنے عمر میں دو بار حج کیا۔ پہلا حج ۲۰ برس کی عمر میں۔ دوسرے
 پچاس برس کی عمر میں۔ چونکہ خاقان کبیر اُس کو بہت عزیز رکھتا تھا یہ
 نہ چاہتا تھا کہ وہ مجھ سے ایک دم کے لئے بھی جدا ہو۔ اسی لئے اس کو حج کے لئے
 اجازت لینے میں دونوں بار دقت ہوئی۔ دوسرے حج میں جب بادشاہ نے
 اجازت نہ دی تو اُس نے شاہی ملازمت ترک کرنی چاہی۔ بادشاہ نے منظور
 نہ کیا تو بھاگا۔ گرفتار کر کے قید کر دیا گیا۔ ۷ ماہ قید میں رکھا۔

خاقانی نے اپنے اس مشہور نعتیہ قصیدہ میں اپنے پہلے اور دوسرے
 دونوں حج کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ہر صبح سر ز گلشن سودا بر آدرم از صور آہ بر فلک آوا بر آدرم
 امسال اگر ز کعبہ مبرا زداشت شاہ زیں حسرت آتشی ز سویدا بر آدرم

گر بخت باز بر در کعبہ رساندم تکبیراں فریضہ بہ لطحا بر آوردم
 سی سالہ فرض بر در کعبہ کنم قضا کا حرام و حج و عمرہ مثنا بر آوردم
 خاقانی نے یہ مشہور قصیدہ بھی حالت قید میں لکھا ہے ۵
 جبکہ چول کچلہ بند داکہ دو آسائے چول شفق در خون نشین چشم پیامین
 خاقانی فریضہ حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ گیا۔ اور روضہ اقدس پر حاضر
 ہوا۔ حضور کے مزار مبارک کے سرہانے کی خاک خاقان کبیر کے لئے لایا۔ جبکہ
 ذکر اس قصیدہ میں کرتا ہے ۵

صبح وارم کا فتاہے در نہاں آورده ام آفتابم کز دم عیسیٰ نشاں آورده ام
 یعنی اس سال از سر بالین خاک مصطفیٰ خاک مشک آلود بہر حرز جاں آورده ام
 خاک بالین رسول اللہ ہمہ حرز شفاست حرز شافی بہر جان ناتواں آورده ام
 وقف بازوے من است ایں حرز لفر و شکم گرچہ زاول نام داؤن بر زبان آورده ام
 جب خاقانی حج سے واپس آیا تو ایک قصیدہ تہنیت عید میں خاقان کبیر
 کی بارگاہ میں پیش کیا جس کے ہر بیت میں لفظ عید کے لائے کا التزام
 کیا ہے۔ جس کا مطلع یہ ہے ۵

رخسار صبح را نگراں بر قع از ش کز دست شاہ جامہ عید است و بر ش
 خاقانی نے قید میں جو سختیاں اٹھائی ہیں ان کا ذکر ان قصائد میں پورے
 طور سے کیا ہے۔

۱۔ فلک کچرہ تراست از خط ترسا۔ ہر او رو مسلسل راہب آسا
 ۲۔ ہر صبح سر ز گلشن سودا بر آورم۔ و ز صور آہ بر فلک آوا بر آورم
 ۳۔ ہر صبح پاسے صبر بدمن در آورم۔ پر کار عجز کہ دول و تن در آورم
 ۴۔ صبحم چوں کلمہ بندو آہ دو آسان من۔ چوں شفق درخول نشیند چشم شب پیامن
 ۵۔ راحت از راہ دل چسباں برخاست۔ کہ دل اکنون ز بند جباں برخاست

خاقان کی بادشاہ کی مال کی سفارش سے قید سے رہائی ہوئی وہ قید سے رہا ہوتے ہی عراق کی طرٹ روانہ ہو گیا۔ رے پہنچا۔ ارادہ کر رہا تھا کہ خراساں ہو جائے۔ یکایک شاہ اختسماں کا فرمان پہنچا کہ خاقانی کو رے میں روک لیا جائے۔ خراساں نہ جانے پائے۔ جب یہ حکم خاقانی کو سنایا گیا تو اس کو سخت غصہ آیا۔ اسی غصہ میں قصیدہ لکھا ہے

۔ تخراساں شوم انشاء اللہ۔ آل رہ آساں روم انشاء اللہ
 چہ نشینم بو باخانہ رے۔ تخراساں روم انشاء اللہ
 عند لیسم چہ کنم خارستان۔ بہ گلستاں روم انشاء اللہ
 خاقانی ۳۳ سال سے اصفہان کے اکابر و عمائد سے دوستانہ تعلقات رکھتا تھا۔ چنانچہ وہ خود کہتا ہے

مدت سی سال است کہ بر اخلاص زندہ چنیں داشتیم وفائے اصفہان
 جمال الدین موصلی۔ وزیر شاہ اصفہان۔ صدر الدین۔ علی اصفہر۔

اتنا پاک اعظم وغیرہ سے اس کے گھر سے مراسم تھے۔

وزیر عراق نے خاقانی کو خلعت عنایت کیا۔ تاکہ وہ شاہ عراق کی مح میں
قصیدہ لکھے۔ خاقانی نے خلعت کے شکر یہ میں وزیر عراق کی تعریف میں
قصیدہ لکھ کر بھیجا۔ اس میں کہا ہے ۵

واوین تشریف تو از پے تعریف شاہ بر سر انہاے عصر کرد مرا نامدار
مادح اگر فی النشہست بعالم دگر مثل تو ممدوح نیست شعر خروقی گذار
چھٹی صدی میں بخومیوں نے پیشینگوئی کی تھی کہ میران بادی برج

ہے۔ اس میں ساتوں ستارے ایک درجہ میں جمع ہوں گے۔ اسکا اثر یہ ہوگا
کہ زمین دھنس جائے گی۔ ہوا کا سخت طوفان آئے گا۔ اور اس کا زیادہ تر

اثر شمالی ملکوں پر پڑے گا۔ خاقانی جب عراق پہنچا تو اس زمانہ میں اس
پیشینگوئی کا بہت چرچا تھا۔ خاقانی اس پیشینگوئی کو غلط کہتا تھا۔

خلیر فاریابی نے اس کے قریب میں ایک رسالہ لکھا تھا۔ انوری کو اس پیشینگوئی
کے درست ہونے پر اعتماد تھا۔ وہ اصرار کے ساتھ اس کی تصدیق کرتا تھا

آخر جب راست نہ ہوئی تو سخت شرمندہ ہونا پڑا۔ اور لوگوں نے
مضحکہ اڑایا۔ خاقانی نے بھی ایک قطعہ لکھ کر انوری کا مذاق اڑایا ہے ۵

می گفت انوری کہ شود باد ہا چنانکہ کوہ گراں ز پائے در آید چونندری
سالے گذشت و برگ نہ جنبید از درخت یا مرسل الرياح تو دانی و انوری

خاقانی عراق سے خواجہ جمال الدین موصلی کے ساتھ محمد ابن محمود کے لشکر گاہ میں آیا۔ وہاں سے کوفہ ہوتا ہوا نجف اشرف آیا۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے روضہ اطہر کی زیارت کر کے مکہ معظمہ پہنچا وہاں سے حج سے فراغت حاصل کر کے مدینہ منورہ آیا۔

خاقانی نے مکہ معظمہ میں پہنچ کر حسب ذیل قصیدے کہے۔

- ۱۔ زو نفس من مہر صبح طلع نقاب
 - ۲۔ شب رواں از صبح صادق کعبہ جاں دیدہ آمد
 - ۳۔ مقصد اینجا است ندائے طلب اینجا شنوند
 - ۴۔ صبح خیزاں میں بصد کعبہ مہال آمدہ
 - ۵۔ الوداع اے کعبہ نیک وقت ہجر آئدہ
 - ۶۔ صبح از حائل فلک آہیخت خنجرش
- خاقانی نے قصیدہ دوم میں بغداد سے مکہ تک کے منازل اور کعبہ کے مناسک کو بیان کیا ہے۔ اور چوتھا قصیدہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر کہا ہے۔ پانچواں قصیدہ کعبہ سے رخصت ہوتے وقت کہا ہے۔ چھٹا قصیدہ بھی کعبہ کے سامنے کہا ہے۔ اور اس قصیدہ کو لوگوں نے وہاں آب زرت سے لکھا۔
- مدینہ منورہ سے خاقانی شام۔ موصل اور مصر ہوتا ہوا شرواں آیا۔
- خاقانی نے ۲۲ سال تک شاہی خدمات کئے۔

۔ خاقانی مجیب و دوبارہ مکہ معظمہ گیا تو وہاں ملک سیف الدین والی در بند
نے ملاقات ہوئی۔ حج سے واپس آنے کے ایک سال بعد وہ در بند گیا۔
ملک سیف الدین نے خاقانی کی بڑی عزت کی۔ زحمت کے وقت خلعت
گھوڑا۔ اور ایک ترکہ کنیز انعام میں دیا۔ خاقانی نے شکریہ میں یہ قصیدہ
کمر پیش کیا۔

چو آہ عاشق آمد صبح آتش معتبر سیما بآتشیں وہ درباد بان اختر
اس کے بعد تینیت عید میں یہ قصیدہ فی البدیہہ کمر پیش کیا۔

مرا صحرایم شاہد جاں مسایذ دم عاشق و بوی جانان نماید
خاقانی جب در بند سے شرواں واپس آیا اُس وقت اُس نے مثنوی
بختہ العزیزین کو نظم کرنا شروع کیا۔

۔ خاقانی کے تین اولادیں تھیں دو لڑکی۔ ایک لڑکا۔ لڑکے کا نام رشب
تھا۔ سب سے پہلے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اُس کے ۲۰ برس بعد لڑکا پیدا ہو
لڑکا چودہ برس کا ہو کر ۱۳ دن بیمار رہ کر قضا کر گیا۔ خاقانی کو سخت صدمہ
ہوا۔ اُس نے لڑکے کا مرثیہ نہایت دردناک لکھا ہے۔ اس سانحہ کے کچھ
دن بعد لڑکی بھی مر گئی۔ اُس زمانہ میں اُس کی بی بی حاملہ تھی۔ خاقانی کو
اپنی دو اولادوں کے مرنے کا بے حد ملال تھا۔ اُنہیں ایام میں ایک لڑکو
پیدا ہوئی۔ وہ لڑکی صرف تین دن زندہ رہ کر راہی ملک عدم ہوئی۔ اور

غم میں خاقانی کی بی بی نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا۔ خاقانی ان واقعات سے بہت متاثر ہوا۔ اُس نے عراق چھوڑ دیا۔ بغداد چلا گیا۔ لیکن اس سفر میں کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ مجبوراً شرواں واپس آیا۔

جب خاقانی شرواں میں پہنچا تو عید نوروز کا زمانہ تھا۔ اُس نے شاہ اختسار کی تعریف میں تہنیت عید میں یہ قصیدہ لکھا۔ اس میں اپنے عراق کے مصائب کو نہایت خرم و احتیاط۔ ضبط و تحمل سے بیان کیا ہے۔
 بردار زلفش از برنخ تا جان تازه بینی وز نیم کشت غمزش قربان تازه بینی
 آخر عمر میں خاقانی نے تبریز میں گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور وہیں اُس کا انتقال ہوا۔ تبریز سے کچھ فاصلہ پر سرخاب ایک مقام ہے وہاں دفن کیا گیا۔ خاقانی ہی کے پہلو میں ظہیر فاریابی بھی مدفون ہے۔

سال تاریخ اکثر تذکروں سے ۵۸۳ھ معلوم ہوتا ہے حبیب السیر سے معلوم ہوتا ہے کہ ۵۹۰ھ تک زندہ رہا۔ یہ قول بہ نسبت اول کے صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اُس نے قزل ارسلان کی تعریف میں کئی قصیدے لکھے ہیں۔ اور اُس کا قصیدہ ستخر ثانی کی طرح میں ہے۔

انگریزی مورخین اُس کا سال وفات ۵۹۵ھ لکھتے ہیں۔

خاقانی نے ابتدا سے عمر میں کچھ دنوں تک شراب پی۔ مگر ۲۰ برس کی عمر میں جب اُس نے پہلا حج کیا تو خانہ کعبہ میں شراب بخواری سے توبہ کی۔ پھر

مرے دم تک اسکا نام بھی نہیں لیا۔
 خاقانی پکا دیندار تھا۔ باوجودیکہ وہ حکیم اور فلسفی تھا مگر دینداری کے
 مقابلہ میں فلسفہ کی اس کے نزدیک کوئی وقعت نہ تھی۔ شفا اور نجات
 حکیم بوعلی سینا کی فلسفہ کی مشہور کتابیں ہیں۔ خاقانی کہتا ہے کہ قرآن کو
 شفا اور سنت کو نجات سمجھنا چاہئے۔

قرآن شفا شناس کو حبلیست پس نشین سنت نجات وال کہ صراطیست مستقیم
 اس کی طبیعت میں طرافت اور شوخی بھی پائی جاتی تھی۔ وہ کینہہ در نہ تھا۔
 اپنے دشمن کا بھی خیر اندیش تھا۔ وہ کسی اونفی کو اعلیٰ مرتبہ پر ولت کی نظر سے
 نہ دیکھتا تھا۔ شاگستری اور مدح طرازی اسکا شعار ہے۔ لیکن اس سے
 اس کی غرض وہ نہ تھی جو عام طور پر شاعروں کی ہوتی ہے۔ یعنی طلب
 زردنان۔ وہ عزت نفس کا پورا پورا خیال رکھتا تھا۔ اس نے کبھی اپنے
 کسی ممدوح سے کوئی سوال نہیں کیا۔

خاقانی کی مدح سرائی کا دائرہ صرف سلاطین دینا امرا اور اکابر دنیا
 ہی تک محدود نہ تھا۔ بلکہ اس نے ائمہ کبار۔ اکابر دین۔ خدا و رسول کی
 بھی نہایت جوش و خلوص سے تعریفیں کی ہیں۔ علما و فضلا کی بڑی عزت
 کرتا تھا۔ ان کی ملاقات کو اپنے لئے باعث شرف جانتا تھا۔ سیر و سیاحت
 میں جہاں گیا وہاں کے علما و فضلا کی خدمت میں ضرور حاضر ہوا۔ اس نے

علماء کی تعریف میں نہایت خلوص سے قصیدے لکھے ہیں۔

خاقانی کے زمانہ میں لوگوں کا اختلاف تھا کہ خاقانی بہتر ہے یا عنصری۔ محاکمہ یہ ہے کہ عنصری کا طرز غزل گوئی اچھا تھا۔ مدح اچھی نہیں کر سکتا تھا۔ خاقانی نے مدح میں وہ سحر و بیانی کی ہے کہ اُس کے ہم عصروں میں سے کسی کو بھی یہ فصاحت نصیب نہیں ہوئی۔ تصوف الہیہ حکیم سنائی کا حصہ تھا۔ ایسا خاقانی کے کلام میں نہیں ہے۔ خاقانی خود بھی حکیم سنائی کو نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔

خاقانی کی تصنیفات

اگرچہ خاقانی حکیم تھا۔ فلسفی تھا۔ ادیب تھا۔ دبیر تھا۔ مفسر تھا۔ ہیئت وال تھا۔ ماہر لغت تھا۔ نجومی تھا۔ غرض تمام علوم عقلیہ و نقلیہ میں کامل و سنگاہ رکھتا تھا۔ باوجود اس کے اُس نے علوم اور فنون میں کوئی یادگار نہیں چھوڑی۔ اُس نے اپنی عمر عزیز کا سارا حصہ جو تقریباً ۱۱ سال ہوگا شعر و شاعری کے نذر کر دیا۔

خاقانی کی صرف دو تصنیفیں مشہور ہیں۔ کلیات۔ شنوی تحفہ العرقلین کلیات کی دو جلدیں ہیں۔ پہلی جلد میں عربی۔ فارسی کے قصائد اور تھوڑے سے ترجیع بند۔ کچھ قطعے۔ چند رباعیاں اور مثلث ہیں۔ دوسری جلد میں

غریب ہیں۔ مثنوی تحفہ العراقدین کو خاقانی نے صرف ۴۰ دن میں نظم کیا ہے

ان کی زبان دری ہے۔ خاقانی خود کہتا ہے ۵

بمدقہ نظم دری قائم نم در شاعری با من بقام عنصری وقت مجاز رخیۃ
وہودی کہ خاطر خاقانی آورد قیمت بہ بزم خسرو والا برا فکندہ

خاقانی کی شاعری کی ابتدا

خاقانی نے بھی امیر خسرو کی طرح بچپن ہی سے شعر کہنا شروع کیا تھا۔ وہ ابھی کم سن ہی تھا کہ اُس کے اُستاد ملک الشعراء ابوالعلاء گنجوی نے ابوالفتح شرواں شاہ کے حضور میں ایک شاعر کی حیثیت سے پیش کیا۔ بادشاہ نے دیکھا کہ یہ اگرچہ بچہ ہے۔ لیکن جو ہر قابل رکھتا ہے۔ امید ہے کہ کسی وقت میں ترقی کر کے اوج کمال پر پہنچے گا۔ اس کی تربیت میں پوری پوری توجہ کی اس کی ہمت اور حوصلہ بڑھایا۔ خاقانی کی یہ خوش نصیبی تھی کہ اُس کو ایسا موقع ہاتھ آیا۔ اُس کی طبیعت کو فن سخنوری سے فطرۃً لگا تو تھا ہی بادشاہ کی التفات خسروانہ پر نظر کی تو وہ اور بھی زیادہ جدوجہد کرنے لگا۔ اور ۱۶ برس کی عمر سے پہلے پہلے اُس نے اپنے کلام کا اتنا ذخیرہ فراہم کر لیا کہ اُس کو اس کی ضرورت ہوئی کہ وہ اپنے کلام کی تنقیح و تنقید کر کے رطب و یابس کو حذف کر دے اور ۲۵ برس کی عمر میں اُس نے اس درجہ کمال حاصل

کر لیا کہ اس کے چچا نے جو بڑا فاضل اور حکیم تھا حسان العجم کا لقب
عنایت کیا۔ یہ اُس کا بچپن کا قصیدہ ہے ۷

صفتے است حسن اور اکہ بوہم در نیاید روتے است عشق اور اکہ بگفت در نیاید
متوہر کے مرنے کے چند روز بعد عید نوروز آئی۔ خاقانی نے جلال الدین

اختسار شاہ شروال کی تعریف میں یہ قصیدہ لکھ کر پیش کیا ۸
در کام صبح از ناف شب شکست عمارت زینہ زریں ہزاراں ز کسب برقیف مینار بختہ

چھٹی صدی کے نامور شعرا

۱۔ مسعود سعد سلمان۔ اس نے عنصری کے طریقہ مدح سرائی کو درجہ

کمال پر پہنچایا۔

۲۔ ابوالفرح رونی۔ انوری نے اس کے طرز کا نتیجہ کیا ہے۔

۳۔ حکیم ناصر خسرو۔ ۴۔ حکیم سنائی۔ ۵۔ حکیم ارزقی۔ ۶۔ امیر معزی۔

۷۔ لامعی جرجانی۔ ۸۔ ادیب صابر ترمذی۔ ۹۔ عبدالواسع جبلی۔ ۱۰۔

نظامی گنجوی۔ ۱۱۔ شیر الدین آخسیگتی۔ ۱۲۔ رشید وطواط۔ ۱۳۔ ظہیر فاریابی

ان میں سے ادیب عذوبت بیان اور طلاقت لسان میں استاد ہے

شیر شاعری میں مسلم ہے۔ بلکہ بعض اس کے کلام کو انوری اور خاقانی سے

بہتر جانتے ہیں۔ انوری سلیقہ سخن کی اچھی رعایت کرتا ہے۔ خاقانی

طعناطراف الفاظ میں سب پر فضیلت رکھتا ہے۔ ظہیر علیا بی کو نقادان سخن
اُستاد فن مانتے ہیں۔ اس کی لطافت اور شوخی بیان۔ سلاست زبان۔
شیریں ادا۔ نزاکت خیال۔ حلاوت کلام۔ بلاغت۔ متانت۔ رنگینی۔
وقت آفرینی کو مانتے ہیں۔

چھٹی صدی کی قصیدہ گوئی کے خصوصیات

اس زمانہ میں عام طور پر قصیدہ گوئی کے حسب ذیل خصوصیات ہیں۔
۱۔ تکلف آورد۔ اور مبالغہ نہ تھا۔

۲۔ صنائع لفظی زیادہ استعمال کرتے تھے۔ مثلاً

۱۔ جو الفاظ پہلے مصرع میں لاتے تھے اُنھیں کے مرادف اکثر دوسرے

مصرع میں لاتے تھے۔ اور مرادف الفاظ، ہموزن بلکہ اکثر ہم قافیہ ہوتے

تھے۔ اس صنعت کو ترصیع کہتے ہیں۔ کبھی اس کے ساتھ تجنیس بھی

شامل کر دیتے تھے۔ جیسے رشید و طواط کے یہ دو شعر

اے منور بتو بخجوم جمال وے مقرر بتو رسوم کمال

بوستان نیست صدر تو ز نعیم آسمان نیست قدر تو ز جلال

خاقانی کے کلام میں یہ صنعت کم پائی جاتی ہے۔

۲۔ صنعت التزام کو خاص طور پر طرح طرح سے استعمال کرتے تھے

مثلاً اگر پہلے مصرعہ میں پانچ یا چھ لفظ لاتے ہیں تو دوسرے مصرعہ میں بھی اتنے ہی لفظ لاتے تھے۔ اکثر ایک طرح۔ ایک ترکیب۔ ایک انداز کے لفظ لاتے تھے۔ اور ان کا انبار لگا دیتے تھے۔

قصیدے میں اول سے آخر تک جتنے الفاظ لاتے تھے وہ سب ایک دوسرے کے ضد ہوتے تھے۔

قصیدہ کے ہر مصرعہ میں کسی خاص لفظ کا التزام کرتے تھے۔ نی نے بھی اپنے بعض قصیدوں میں ایسا کیا ہے۔

قصیدہ کے ہر شعر میں کسی ایک صنعت یا دو صنعت کو لاتے تھے۔ جیسے لفظ و نشر کا التزام کرتے تھے۔ کبھی اس کے ساتھ سیاقۃ الاعداد کو جمع کر دیتے تھے۔ مدحیہ اشعار میں اکثر صنعت تنسیق الصفات کا خاص طور سے التزام کرتے تھے۔ خاقانی بھی سیاقۃ الاعداد کا اکثر استعمال کرتا ہے۔ مدحیہ اشعار میں بعض موقوفوں پر صنعت تنسیق الصفات کا بھی التزام کرتا ہے۔ اس کے علاوہ صنعت ذوقائیں رولیف مع الحجاب اور صنعت ذوا المطالع بھی اکثر استعمال کرتے تھے۔ غرض کہ کوئی شاعر اس زمانہ میں ایسا نہ تھا جس کا کلام لفظی صنایع سے خالی ہو۔ خاقانی کے بھی اکثر قصائد ذوا المطالع میں ہیں۔

باوجود ان تکلفات اور قیود کے یہ قصیدے نہایت برجستہ اور بڑے

ماتے تھے۔

۴۔ جدت مضامین کی طرف چندال توجہ نہ کی جاتی تھی۔

۵۔ ان تکلفات کے مٹانے کی کس نے کوشش کی

بعض لوگ ایسے بھی اسی زمانہ میں ہوئے ہیں جنہوں نے ان تکلفات کو دور کرنے کی طرف خاص توجہ کی ہے۔ اور قصیدہ گوئی میں کچھ ایسی خوبیاں بڑھائیں جس سے وہ رنگ خوبی سے بدل گیا۔

انوری نے الفاظ کے خاص ناپ تول کا کام کم کیا۔ سادہ اور صفات اشعار لکھنے شروع کئے۔ جن میں لفظی صنائع کی خصوصیات کی رعایت نہ تھی۔ ظہیر نے بھی یہی طرز اختیار کیا۔ انوری نے مبالغہ کا وہ زور شور باندھا کہ ممدوح کو خدا تک جالایا۔ خاقانی نے مبالغہ سے کام لیا ہے مگر نہ اس حد تک کہ جس حد تک انوری نے لیا ہے۔ انوری نے مضمون آفرینی پر خاص توجہ کی ہے۔ جس سے الفاظ کی بندش کی قدر کم ہوئی اور خیالات کی توجہ دوسری طرف منعطف ہو گئی۔ خاقانی اور ظہیر بھی اس شاہراہ پر نہایت تیز کانی سے جا رہے ہیں۔ وقت اور پیچیدگی سے ان تینوں کا کلام خالی نہیں ہے۔ لیکن لحاظ نوعیت تینوں میں اختلاف ہے۔ ظہیر فریادی نے وقت آفرینی میں بھی ایک طرح کی صفائی کا لحاظ رکھا ہے

خاقانی نے باوجود اعلیٰ وقت پیچیدگی کے اور بڑے بڑے الفاظ کے ساتھ
اختراع معانی سے اپنے قصیدوں کو چمکایا ہے۔ نئے نئے استعارے اور کھائے
ایجاد کئے۔ جوش بیان۔ کلام کا زور اس کے قصیدوں میں خصوصیت کے ساتھ

خاقانی کے قصائد کے اقسام

۱۔ قافیہ اور ردیف کے اعتبار سے چار قسم کے ہیں۔ کسی میں محض قافیہ
پر اکتفا کیا ہے جیسے

زور سز مہر صبح ملے نقاب خیمہ روضائیاں گشت معینر طناب
از سر زلف تو بوسے سز مہر آمد بجا جان با استقبال شد کای مہر جانہا کجا
کسی میں قافیہ اور ردیف دونوں لایا ہے۔ جیسے

غید است پیش از صبح دم فروہ بچار آمدہ بر چرخ روش از جام جم یک نیمہ دیدار آمدہ
راحت از راہ دل چہاں برخاست کہ دل اکنون ز بند جاں برخاست
کسی میں کسی خاص اسم کو ردیف قرار دیا ہے۔ جیسے

اے در حرمت نشان کعبہ در گاہ ترا مکان کعبہ
ما فتنہ بر تو ایم و تو فتنہ بر آئینہ مارا نگاہ و تو ترا اندر آئینہ

کسی میں ردیف نصف یا پورا جملہ لایا ہے۔ جیسے
نحر اسال شوم انشاء اللہ از رہ آساں شوم انشاء اللہ

کوبے عشق آمد سرا۔ برنتا پیش اڑیں دامن تر بودن آنجا۔ برنتا بد پیش اڑیں
۱۔ الفاظ و معانی کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں۔

بعض سلیس۔ سادہ۔ مستین۔ اور صاف ہیں۔ جیسے
اسے بچ نوبہ کو فتنہ در دار ملک لا لا اور چہار پائش وحدت کشد ترا
تھیلا وفا ست در بنہ آخر الزماں ہاں اسے حکیم پردہ عزت بسا زماں

بعض مغلط۔ دقیق۔ رنگین ہیں۔ جیسے
دل من بے تعلیم است من طفل زباں نشا دم تسلیم عشر و سہر زانو دبستانش
بر صبح سر ز گلشن سودا بر آورم در صورت آہ بر فلک آوا۔ بر آورم
۲۔ مطالب اور مضامین کے اعتبار سے حسب ذیل عنوانات پر خاقانی
کے قصائد تقسیم کئے جاسکتے ہیں۔

حالیہ۔ وہ قصیدے جن میں وہ اپنے ذاتی حالات۔ زندگی کے واقعات
دلی جذبات۔ قلبی واردات بیان کرتا ہے۔ خاقانی اس میں اپنے تمام
معاصرین پر ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ جیسے

بر صبح پائے صیر بدامن در آورم پر کار عجز گرد سروتن۔ بر آورم
مجدد چوں کلمہ بند آہ دو آسائے من چوں شفق درخول نشیند چشم شب پائے
مفاخرانہ۔ وہ قصیدے جن میں اپنی شاعری اور کمال علم و فضل
پر فخر کرتا ہے۔ جیسے

نہیست قلیم سخن را بہتر از من بادشاہ
در جہاں ملک سخن را ندن مسلم شد مرا
من کیم بارے کہ گویم ز افرینش برترم
کافر مگر بہست تاج آفرینش بر سرم
شکایت زمانہ و اہل زمانہ وغیرہ۔ جیسے

دریں منزل اہل وفا کے نیامی
کہ جز عذر زادنش رائے نیامی
مشیتِ خیس ریزہ کہ اہل سخن نیند
بامں قمران کنند و قمر تیان من نیند
مواعظ و نصائح۔ جیسے

عروس عافیت انگہ قبول کرد مرا
کہ عمر بیش بہا و ادش بہ شیر و ہسا
در ساحتِ زمانہ ز راحت نشان نخواہ
ترکیب عافیت ز مزاج جہاں نخواہ
تحقیق و معارف۔ جیسے

دل من پر تعلیم است و من طفل زباندانش
دم تسلیم عشر و سر زانو بستانش
سر پر فقر ترا سر کشد تاج رضا
تو سر عجیب ہوں بر کشیدہ اینت خطا
عزالت و قناعت و حکمت۔ جیسے

بدل در خواص بقا می گریزم
بجاں زیں حراس فنا می گریزم
ہر زبان ہنر گلشن رخت بیرون می برم
علیٰ از عالم وحدت بکف می آورم
نعتیہ۔ وہ قصیدے جو حضور سرور کائنات کی تعریف میں لکھے ہیں جیسے

اے بیخِ نوبہ کوفتہ در وار ملک لا
لا در چہار باش وحدت کشد ترا
قحط وفا است در بنہ آخر الزماں
ہاں اے حکیم پرودہ عزالت بساز ہاں

مدحیہ۔ وہ قصیدے جو کسی کی تعریف میں لکھے ہیں۔ جیسے
صدر یکہ قدر کاں شکند جو ہر سخاش . بحر یکہ نزل جاں فکند سپکر سخاش
اے در حرمت نشان کعبہ در گاہ ترا مکان کعبہ

خاقانی کے متعلق ارباب تذکرہ کی رائیں

مولانا حامی فرماتے ہیں۔ خاقانی بسبب کمائے کہ در صناعت
شعر داشتہ اور احسان العجم لقب کر وہ اند۔ از ہمہ شعر اور اسلوب سخن
ممتاز است۔ و در الی شیوہ غریب بے انباز۔ و در مواعظ و حکم طریقہ حکیم
سنائی سپر وہ است و در الی معنی گوے سبقت از اقبال بلوودہ۔
و دولت شاہ سمرقندی اپنے تذکرہ میں لکھتا ہے۔ نام او افاض الدین
ابراہیم بن علی شروانی است۔ فضل و جاہ و قبول سلاطین و حکام اورا
یسم شدہ۔ و در علم بے نظیر و در شعر استا و بلوودہ و در جاہ مشائرا الیہ و از
طہر الی لفظ خاقانی برایش و النوری ہم تفصیل وارہ۔
ابو الفضل دیباچہ تحفۃ العراقین میں خاقانی کی بابت لکھتا ہے۔
مختزع سخن و مبدع معانی است۔

صاحب آتشکدہ اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔ حکیم خاقانی فاضل
گرا نامیہ و شاعری بلند پایہ و در خدمت ابوالعلائے گنجوی اکتساب فضائل

وکلمات کردہ۔ قبول خاصہ وعامہ یافتہ۔ والحق در پیچ فن از فنون نظم
از فنون استادان کمتر نیست۔ و در طریق سخنوری طرز خاصے اختراع کردہ
صاحب معانی بلند والفاظ دلپسند است۔ و فقیر را بطور کلام اوشایت
اعتقاد می باشد۔

صاحب مجمع الفصحا کا قول ہے۔ ابی جہل افضل الدین البرہم
بن علی النجار حکیمے است دانایہ۔ وفاضلے است بینا۔ بلغیے است سخن راں
و شاعر لیست سخن راں۔ و در شاعری طرز لیست خاص کہ خاصہ اوست۔
چنانکہ عبدالواسع جبلی را شیوہ مخصوص است۔

خاقانی کی رائے اپنی شاعری کے متعلق

خاقانی کے زمانہ میں عنصری اور خاقانی کے متعلق لوگوں کی رائے
میں اختلاف تھا۔ خاقانی نے اس قطعہ میں اس اختلاف کو ظاہر کیا ہے
اور اپنے بابت اپنی رائے لکھی ہے۔ قطعہ

بہ تعریف گفتی کہ خاقانیہ	چہ خوش داشت نظم رواں عنصری
بہ معشوق نیکو بہ مدوح نیک	غزل گو شدے مدح خواں عنصری
جز از طرز مدح و طراز غزل	نکر دے ز طبع امتحال عنصری
شناسد افاضل کہ چون نحو نبود	بہ مدح و غزل و در فشاں عنصری

ازیں سحرکاری کہ حق می کنم
 مرا شیوہ کان جیلست شاعری است
 نکر دے بہ سحر بیال عنصری
 بیک شیوہ شد دانتاں عنصری
 نہ تحقیق گفت و نہ وعظ و نہ زہد
 کہ حرفے نہ انست ز ال عنصری
 بہ نظم جو پروین بہ ترے چو نقش
 بنود آفتاب جہاں عنصری
 ادیب و دہر و مفسر بنود
 چو سجھاں بہ عربی زباں عنصری
 خاقانی اپنے آپ کو شاعری میں حکیم سنائی کا جانشین خیال کرتا تھا چنانچہ
 وہ اس قطعہ میں کہتا ہے۔

چوں زماں عہد سنائی ورنوشت
 چوں بہ غزنین ساحرے شد زیر خاک
 آسماں چوں او سخن گستر ہزاو
 خاک بہ رواں ساحری دیگر ہزاو
 مخلقے فردا گذشت از کشورے
 مبدع محل از و گر کشور ہزاو

حکیم سنائی کے کلام کے خصوصیات

چونکہ خاقانی اپنے آپ کو شاعری میں حکیم سنائی کا جانشین خیال کرتا
 تھا اس لئے حکیم سنائی کے کلام کے خصوصیات لکھے جاتے ہیں۔ تاکہ اس
 بات کے اندازہ کرنے میں سہولت رہے کہ خاقانی کے کلام میں حکیم سنائی
 کے خصوصیات کہاں تک پائے جاتے ہیں۔ حکیم سنائی نے کئی باتیں ایجاد کیں
 اور معمولی بات کو انوکھے پیرایہ میں ادا کرنا۔ اور ایک معمولی واقعہ سے

منطقیانہ استدلال پیدا کرنا۔

۲۔ تشبیہ اور تشمیل شاعری کا ایک بڑا ضروری جزو ہے۔ اس کو ایسا جو کیا۔

۳۔ سنائی وہ پہلا شاعر ہے جس نے معارف و تصوف کے مسائل اور اسرارِ نظم کئے۔ اور اخلاقی شاعری کی بنیاد ڈالی۔

۴۔ حکیم سنائی کا کلام بختگی۔ برجستگی اور صفائی میں اپنے تمام معاصرین سے بڑھا ہوا ہے۔

۵۔ حکیم سنائی کے الفاظ۔ ترکیب۔ انداز بیان۔ مضمون سب چوٹ اور مستی سے لبریز ہے۔

۶۔ کہیں کہیں خیالات اور طرزِ ادا میں حدت بھی پائی جاتی ہے۔

۷۔ عام طور پر کلام میں سادگی ہے۔ مگر مضامین میں اخلاق بھی پایا جاتا ہے۔

خاقانی کے ذاتی اوصاف

۱۔ خاقانی علوم متداولہ میں بڑا متبحر تھا۔

۲۔ اس نے فنِ لغت کی باقاعدہ تعلیم پائی تھی۔

۳۔ اس کی قوتِ تخیل ایسی زبردست تھی کہ باوجود اس کے کہ اس کے

قصائد کے ابیات کی تعداد سو سو و دو سو تک پہنچ جاتی ہے لیکن اس کی قوت

تخیل کی ہمواری کا سلسلہ برابر قائم رہتا ہے۔

۴۔ اُس کی طبیعت میں ایجاد اور اختراع کی قوت بہت زیادہ تھی۔ وہ اپنی اس قوت سے تراکیب الفاظ۔ اسالیب بیان۔ طرز ادا۔ تشبیہات۔ استعارات۔ کنایات وغیرہ ہر موقع پر ایک چابک دست صنّاع کے موافق کام لیتا ہے۔

۵۔ اُس کا ذہن نہایت تیز۔ حافظہ نہایت قوی تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اُس کے دماغ پر ہر وقت علوم و فنون کی اصطلاحات۔ علمی اور تاریخی مسائل تلیحات وغیرہ مستحضر رہتی تھیں۔ جب وہ شعر کہتا ہے ساختہ اُس کے قلم سے یہ باتیں صفحہ رقمطراز پر نظم کے قالب میں جلوہ گر ہوتی تھیں۔ ان سب اوصاف کا ہر شعاع میں جمع ہونا و شوار ہے اسی وجہ سے سوائے امیر خسرو کے جن شعرا نے خاقانی کے قصیدوں کے جواب میں قصیدے کہے ہیں اُن کو پوری کامیابی نہیں ہوئی۔

کلام کے خصوصیات

۱۔ خاقانی نے باوجود اخلاق۔ وقت آفرینی اور سچیدگی کے طمطراق الفاظ کے ساتھ ابداع سخن۔ اختراع معانی۔ اور طنطنہ کلام سے قصیدہ کو چمکایا۔

۲۔ اُس نے جدت تراکیب۔ جدت اسالیب بیان۔ جدت طرز ادا

کے ساتھ تشبیہیں۔ استعارے اور کنائے بھی نئے نئے ایجاد کئے۔
 زید براں مستی۔ جوش بیان اور زور کلام سے اپنی قاور الکلامی کا وہ سکے
 غایا کہ کسی کی ہمت نہ ہوئی جو اس شاہراہ کی طرف قدم بڑھاتا۔
 ۳۔ وہ الفاظ کی شان و شوکت۔ کلمات کی نشست۔ بندش کی چستی
 قروں کی دروہست۔ خیالات کی رفعت و لطافت۔ اور مضامین کی بلندی
 بس کہیں سحر کاری سے کام لیتا ہے۔ کہیں اعجاز دکھاتا ہے۔ غریب اور
 مانوس الفاظ کو اس ترکیب سے استعمال کرتا ہے کہ کلام کی روانی اور جھنگ
 میں ذرا فرق نہیں آنے پاتا۔

۴۔ وہ اپنے معاصرین میں پہلا شخص ہے جس نے علوم و فنون کی اصطلاحات
 اور مسائل۔ نیز دروازہ کار تعلیمات سے قصیدے کو گرا نبار کیا۔ اگرچہ
 خاقانی سے پہلے کے شعرا اور اس کے ہم عصروں نے بھی علوم و فنون کے
 اصطلاحات کو نظم کیا ہے لیکن اس کثرت سے نہیں جس کثرت سے خاقانی
 نے نظم کیا ہے۔

خاقانی منوچہری اور امیر خسرو کی طرح فطرتاً شاعر تھا۔ اس کی شاعری
 کا آغاز ۹۔ ۱۰ برس کی عمر سے ہوا ہے۔ اور ۱۵۔ ۱۶ برس کی عمر میں اس کے
 اشعار کا اتنا کافی ذخیرہ فراہم ہو گیا تھا کہ اس کو اپنے کلام کے انتخاب کو
 ضرورت محسوس ہوئی۔ اس کو ملک سخن پر وہی تصرف اور اقتدار حاصل تھا

ایک بادشاہ کو اپنے ممالک محروسہ پر ہوتا ہے۔ خود کہتا ہے ۷
نیست اقلیم سخن را بہتر از من بادشاہ و در جہاں ملک سخن را ندان مسلم شد مرا

خاقانی کے شاعری کا طرز

خاقانی کی شاعری کے دو طرز ہیں۔

۱۔ ایک وہ طرز ہے جس کو اُس نے حکیم سنائی کے نتیجے میں اختیار کیا۔
اس طرز میں اُس نے ان تمام اوصاف کی غایت ملحوظ رکھی ہے جو حکیم سنائی
کے قصیدوں کے ساتھ خاص ہیں۔ مگر اس میں بھی اُس نے اپنی جدت
پسند طبیعت کی وجہ سے بہت سی جدتیں کی ہیں۔ اُس کے اس قسم کے
قصیدوں میں زبان کی شیرینی۔ صفائی۔ پختگی۔ برجستگی حکیم سنائی کے
قصیدوں سے زائد ہے۔ ان قصیدوں میں وہ حقائق و معارف۔ ترک دنیا
اور زہد و تقویٰ کا بیان کرتا ہے۔ اور ارباب سلوک کو اس امر کی ترغیب دیتا
ہے کہ دنیا نہایت بری چیز ہے اس کو ترک کرنا چاہئے۔

۲۔ دوسرا طرز وہی جس کے نسبت سب کا اتفاق ہے کہ یہ طرز خاقانی کا
خاص ایجاد ہے۔ اس میں اُس نے کہیں رنگینی سے کہیں سادگی سے مطلب
کو نہایت خوبی اور دل آویزی سے ادا کیا ہے۔ اس نے نئی نئی تشبیہات
نئے نئے استعارات و کنایات اس کثرت سے ایجاد کئے ہیں کہ ان کی بدولت

فارسی نعت کے سرمایہ میں ایک معتد بہ اضافہ ہو گیا ہے۔ یہ تو مسلم ہے کہ شکوت الفاظ اور طمطراق کلمات میں کوئی شاعر اس کا ہمپا یہ نہ تھا۔ وہ اکثر مضامین کی بنیاد و معینین الفاظ اور صنعت ابہام پر رکھتا ہے۔ تناسب الفاظ کی رعایت کا بھی وہ پورا پورا خیال رکھتا ہے۔ لیکن چونکہ فن نعت کا پورے طور پر ماہر ہے اس لئے وہ الفاظ کے تعد و معانی کے موافق ان کے تناسب کی رعایت کا بھی پورا پورا لحاظ رکھتا ہے۔ بلکہ بعض موقعوں پر تو یہ کمال ہے کہ کسی لفظ کے دو یا تین معنی ہیں تو سب معنی اس موقع پر چسپاں ہو سکتے ہیں۔ خاقانی کا یہ ممتاز وصف ہے کوئی شاعر اس وصف میں اسکا ہمسر نہیں ہو سکتا۔

وہ الفاظ کی ترکیب کلمات کی بندش اور ان کی تراش خراش میں ندرت سے کام لیتا ہے۔ اضافت و رضافت۔ صفت و وصف۔ استعارہ و استعارہ کی ترکیب ایک ایجاد غریب ہے۔ جس کا قلم میں سوا سے خاقانی کے کسی شاعر میں پتہ نہیں ملتا۔

خاقانی کی قادر الکلامی

عام طور پر شعر کا رجحان ایک خاص رنگ کی طرف ہوتا ہے۔ جو سلیس سادہ اشعار کہتے ہیں وہ مطلق۔ دقیق نہیں کہہ سکتے۔ جو دقیق کہنے کے عادی

ہوتے ہیں وہ سادہ نہیں کہہ سکتے۔ خاقانی میں یہ خاص بات ہے کہ اس نے دونوں طرح کے قصائد نہایت خوبی کے ساتھ کہے ہیں۔

خاقانی کے کلام عام فہم نہ ہونے کے اسباب

خاقانی کے کلام سمجھنے میں جو قیثیں واقع ہوتی ہیں اس کے کئی اسباب ہیں۔

- ۱۔ ایک وسیع مضمون کو قلیل الفاظ میں ادا کرنا ہے۔
- ۲۔ کوئی علمی اصطلاح یا مسئلہ یا غیر متعارف و دراز کا تلخیص بیان کرتا ہے۔
- ۳۔ کوئی اپنا طبع زاد نازک استعارہ یا کنایہ بیان کرتا ہے۔
- ۴۔ کہیں الفاظ غریبہ کا استعمال کرتا ہے۔

پدیرہ گوئی

شاعر کا اعلیٰ وصف پدیرہ گوئی ہے۔ قدیم شعراء عرب کا دستور تھا کہ وہ جلسوں میں کئی کئی سو شعر کے ذخیرے فی البدیہہ کہتے تھے۔ فارسی شاعری کی بنا بھی عربی شاعری کے خاکہ پر ڈالی گئی ہے۔ اس لئے ضرور تھا کہ شعراء فارسی اس وصف میں بھی شعراء عرب کا تتبع کر کے کمال پیدا کریں۔ چنانچہ قدما میں بعض شعراء نے اس وصف کی طرف توجہ کی ہے۔ رودکی جس کو آدم الشعرا کہتے ہیں وہ اس وصف میں امتیازی حیثیت

رکھتا ہے۔ انوری اور خاقانی اپنے معاصرین میں اس وصف میں ممتاز ہیں۔
 خاقانی نے شرواں شاہ فخر الدین - جلال الدین احتشال - نظم الملک
 وزیر رضی الدین - ملک سیف الدین والی و رہند کی مدح میں حسب ذیل قصیدے
 فی البدیہہ کہے ہیں۔

- ۱۔ از سر زلف تو بوسے سر بہر آمد ہما جاں با استقبال شد کلنہ مہر جاننا کچا
- ۲۔ در پردہ دل آمد در من کشاں نیشاں جاں شد خیال ہانے ور پردہ و دہانیش
- ۳۔ دل صید زلف اوست بچوں و نکو ترا وال صید کاہن اوست نکون سر نکو ترا مس
- ۴۔ شہ اخترال زلال زرفشاں نماید کہ اکسیر زر ہائے آباں مس

واقعہ نگاری

خاقانی کی طبیعت واقعہ نگاری کی طرف زیادہ مائل ہے۔ حالانکہ یہ وصف
 اس کے معاصرین میں کم پایا جاتا ہے۔ اس نے اکثر قصیدے خاص
 واقعات پر لکھے ہیں۔ اور ان میں اپنے خیالات کو بڑی سنجیدگی اور متانت
 سے ادا کیا ہے۔ جہاں واقعات کی تصویر کشینی ہے شاعرانہ تخیل کا رنگ
 بھی چرطھا یا ہے۔ جس سے کلام میں ایک خاص تاثیر پیدا ہو گئی ہے۔
 مثلاً جب وہ سفر حج میں مدائن سے گذرا اس نے طاق کسریٰ کو تہستہ حالت
 میں دیکھا۔ تو یہ قصیدہ لکھا۔ اس کا ہر شعر عبرت کا مرقع اور حسرت و افسوس

کا آئینہ ہے۔

ہاں! اسے دل عبرت میں از دیدہ نگاہ کن
یکہ زہرہ و علیہ منزل بحدائق کن
از آتش حسرت میں گریاں جگر و جلہ
ما سلسلہ ایوان بگسست ملایں را
دنہ از ہر قہر سے بندے دہشت تو را
گوید کہ تو در خاک، ما خاک تو ایم کنوں
از نوحہ چندان حق، ما یتیم بدر و سر
ما با گر و و یتیم، ایس رفت ستم بر ما
گوئی کہ مگوں کرد است ایوان فلک و شا
بر دیدہ زین خندی، کا بخا ز چہ می گریہ
ایں بےست ہماں ایوان، کو نقش بچہ موم
ایں بےست ہماں در گاہ کا در ز شاہاں بود
از اسب پیادہ شو، بر قطع زمین رخ نہ
کسری و تریخ زہرہ پر و زہرہ زریں
چہ مری زہرہ ہر زہرہ، زریں ترہ گستر دے

ملک حکم جہہ۔

ایوان ملایں را آئینہ عبرت داں
دو دیدہ دوم و جلہ بر خاک ملایں راں
خو آب شنیدستی کا تش کنش بریاں
در سلسلہ شد و جلہاں سلسلہ شد چیاں
پند سر و دل نہ بگسست زین و ندماں
گلے دوسہ بر ما، آئینے دوسہ ہم شاں
از دیدہ گلابی کن، در سر ما بنشاں
بر قہر ستمگاراں، گوئی چہ رسد فللاں
حکم فلک گرداں، ہاں حکم فلک گرداں
نشد نہ براں دیدہ، کا بخا نشو و گریاں
خاک در او بودے، دیوان نگار شاں
و حکم ملک بابل، ہندو شدہ تر کشاں
زیر سپاسیش ہیں، ہنہ مات شدہ لعاں
بر باد شدہ کیسہ، با خاک شدہ کیساں
کر دے ز بساط در زریں ترہ زبشاں

پر ویز کنوں گم شد، زال گم شدہ کترگو دریں ترہ کو بہر گوہم ترکو ابر حواں
 تمہید میں اکثر کوئی مسلسل مضمون بیان کرتا ہے۔ ایسے موقوفوں پر اُسکا
 زور کلام۔ جوش بیان اور فصاحت و بلاغت کا زور شور قابل دید ہوتا ہے۔
 تشبیہ میں وہ کبھی معشوق کے حسن و جمال۔ زلف و خط و خال کی تعریف
 کرتا ہے۔ اور گریز نئے نئے اسلوب سے کرتا ہے جو خاص اُسی کا حصہ ہے۔
 جیسے اس قصیدہ کی تشبیہ و گریز ہے۔

ایسے توئی کز غمرہ، غوغا در جہاں آگینختہ	نیزہ بالاخول، بدال مشکلیں سناں آگینختہ
نقش زلف بر رخ و نقش خرت در چشم	گلستاں ازا بروا براز گلستاں آگینختہ
پرنیاں غوی و دیار وئی از بخت من است	مارت از ویبا و خارا ز پرتیاں آگینختہ
آب و سنگم دادہ بر باد وین بیچیاں چو آب	سنگ در بر میر و دم در دل فغاں آگینختہ
از بخت چوں گلشکر خواہم کہ داری ز چو آب	ز ہر کال در سنبیل است از ناروں آگینختہ
دل گماں ہی بُرد و کزد دست تو نہ توں بُرد چاہا	دارغ ہجرت میں یقیں را از گماں آگینختہ
آہ خاقانی شنو یا زلف دو دامن بگو	کیں چہ دوداست آخرا ز جان فغاں آگینختہ
کاروان عشق را تلخ خال شد چشم او	دار ضرب شاہ از بیاع خساں آگینختہ
داور امت جلال الدین غلیظہ آگاہ او	گو ہر قدسی ز کان کن فغاں آگینختہ

مناظر قدرت کی مصوری

مثلاً صبح کا ہونا۔ آفتاب کا مشرق سے نکلنا۔ صبح کے وقت۔ ہفتہ۔

میں چاند کا زرد نظر آتا۔ رات کا غائب ہونا۔ ستاروں کا غروب ہونا۔ ان سب مناظر کو ان اشعار میں کس لطیف پیرایہ میں بیان کیا ہے۔

صبح ز مشرق چو کرد ہریق نور آشکار	خندہ زو اندر ہوا ہریق او برق دار
لود چو گوگرد سرخ از برج برخ کبود	دادش ایں خاک را گونه زبر عیار
خسرو چین از آفت آئینہ چین نمود	زائینہ چرخ گرفت زنگ شہ زنگبار
ظل صنوبر مثال گشتہ بمغرب نگول	ماہ ز مشرق نمود چہرہ زرد آشکار
در سپر ماہ راند تیغ زدودہ سپہر	برکتف کویہ دوخت دست پیدہ غبار
شد قلم از دست ایں رمح بدست ساک	شد از دست آں باغ و لب جو بیار
داد غراب زمین روے لبوے غروب	تا نکند ناگماں باز سپہرش شکار
سوخت شب مشک رنگ ز آتش خورشید و بخور	نکست باد سحر قیمت عود قمار
برقع زریں صبح چرخ بر انداخت کرد	پیش عروس سپہر زرد کو اکب نثار
تیغ زن آسمان خاک سپہ پوش را	کرد متور چور وے راے زن شہریار

اوصاف نگاری

بزم شراب۔ شراب۔ پیالہ۔ خم۔ ساقی۔ مطرب۔ نے نواز۔ معنی۔
 آلات مطرب۔ (مثل بربط۔ چنگ۔ نی۔ دف۔ جلاجل وغیرہ) کے اوصاف
 بھی خوب لکھتا ہے۔ مثلاً

مستان صبح آموختہ وز منہ فتح اندوختہ منہ شیخ روح افروختہ نقل مہتار یختہ
 رضواں کدہ نچا نہا حوض جہاں پچا نہا کف برقچ درو نہا از عقد حورا ریختہ
 مرغ از شبستان حرم میوہ زلبستان ارم گردول زبستان کرم شیر مصفا ریختہ
 بادام ساتی مست خواب از چوہ شادروان خراب از دست با جام شہربا افتادہ صہبار یختہ
 مرغ صراحی کندہ پر برواشتہ یک نیمہ سر از نیم منقار دیگر یاقوت حمرا ریختہ

صنایع بدائع

خاقانی کے قصائد میں طباق - تدبیج - مراعاة النظم - عت و نشر -
 تجنیس وغیرہ سب صنعتیں پائی جاتی ہیں۔ مگر یہاں متناسب سیاقۃ الاعداد
 اور تنسیق الصفات کا استعمال زیادہ ہے۔ مبالغہ میں وہ زور شور نہیں جو
 انوری میں پایا جاتا ہے۔ بعض قصیدوں میں صنعت لزوم مالا یلزم بھی ہے۔
 صنعت تنسیق الصفات میں وہ جس مرکب الفاظ کو بطور صفات بیان کرتا ہے
 وہ خاص ترکیبیں ہوتی ہیں۔ جن کا موجد صرف خاقانی ہے۔ اس کے ہم اصول
 میں اس قسم کی ترکیبیں نہیں پائی جاتیں۔

نخسرو جمشید جام شام تھمن حسام خضر سکند سپاہ شاہ فریدون علم
 ابرصواعق سنال بحر جواہر سنال روح ملائک سپاہ موسیٰ احمد قدم
 مہدی دجال کش آدم شیطاں شکن موسیٰ دریا شگان احمد جبریل دم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب از قصائد خاقانی

در نعت سید المرسلین گوید

سر بر فقر ترا سر کشد بتاج رضا	تو سر بجیب هوس در کشیده اینت خطا
بران سر بر سر بے سران بتاج	تو تاج بر تنی ار سر فرو نئی عمدا
سرست قیمت این تاج گر سرش داری	بمن یزید چنین تاج سر بسیار بهما
ترا چو شمع ز تن هر زمان سرے روید	سرے که در دسر آرد برید نیست دوا
نگر که نام سرے بر چنین سرے نه نئی	که گنبد هوس ست این و دخمه سودا
سرے دگر بکف آور که در طریقت عشق	سر است این سر سگسار سنگساری را
چرا چو لاله نشگفته سر فلک سده نه	که آسمان ز سر افکند گیت پا برجا
ترا میاں سراں کی رسد کله داری	ز خون حلق تو خاک کی نمشته لعل قبا
یتیم وار دریں تیم ضائع ست ولت	یر و یتیم نوازی بور ز چوں عنقا

دے طلب کن بیمار کردہ وحدت
 لگر شبے ز برای عیادت دل تو
 بر آستانہ وحدت سقیم خوشتر دل
 مقامی صفت کن طلب کہ نقش خیال
 ترا مقام صورت کجا دهد انصاف
 بترک جاہ مقام حریف تر در دلش
 میان خاک چه بازی سفال کودک وار
 زرنما د تو چون پاک شد بیوہ خاک
 زرسے کہ گوی گریبان جبرئیل سرزد
 سواد اعظم اینک بہ ہیں مقام خرد
 چو گل مباسش کہ ہم پوست لکھن بازی
 بدست ہست طغرای بے نیازی وار
 نہ ہواں نتواں رفت دل بہین اہل
 ترا کہ رشتہ ایمان زہم گست امروز
 ترا ال زائل بہ کہ اسپ تازی را
 ترا ز پستی ہمت بکف شود ملک
 چو بہت آمد ہر ہشت دادہ بہ جنت

چو چشم دوست کہ بیالیت عین شفا
 قدم نہد کھفت نیزل اللہ از بالا
 بیال کانہ جنت عفتیم بہ اورا
 دو یک شمار داگر چه دوش ز ند غدا
 ترا ہلیاء زریں کجا برد صفا
 بخوان شاہ فر عفر لطیف تر سکبا
 سرای خاک بخاک کی بیاز مرو آسا
 ز طوق و تاج شود چون شود زبوتہ جدا
 رکاب پای شیا طیں مکن کہ نیست نہا
 جہاد اکبر آ خاک بدر مصاف ہوا
 چو لالہ باری اول ز پوست بیرون آ
 کہ ہر دو کون تو داری چو داری این طغرا
 رفتہ گری نتواں کرد چشم نابہ
 سحاء خط اماں ار چه می کنی فردا
 بروز معرکہ برگستواں بہ اند ہرا
 بے ز پہلوی آدم پدید شد حوا
 چو وامق آمد ہر ہفت کردہ بہ غدا

خروش و جوش تو از بهر بود و نابود است
 بوی بود و روز و چرخ و پاشوی بد و رنگ
 به بند و هر همه ماندی کسیر تا بهی
 چو باشه و خفته چینی بسوزن تقدیر
 چه خوش حیات چه ناخوش چرخ آخرت زوال
 نجات فقر سلامت کج کنی حاصل
 و مید و در شب آخر زمان سپیده حشر
 مسافران بسحرگاه راه پیش کنند
 میان بادی ها و باغ و باغ از آنکه
 بخواب دائم جز سیم و زر نمی بینی
 ترا که ازل و مال است مستی و هستی
 بکار آبی و دیں بادل و تنگ گویان
 غلام آب رزانی نداری آب ازل
 بهینه چیست که آن کیسای دولت نشست
 خرد و باکم در تن در نشاط و خوش نبود
 بروخت طهارت کنی از جمیع الاثم
 بفر دای درین راه تا ز حق شغوی

که از سر و گرد و ده است شورش و غوغا
 که بد و حال محالست و مگر کار نمنا
 که طوطی از پشته این مرگ شارب بند رها
 چو لاشه بسته گلوی بریسمان قضا
 چه جعد ساده چه پنجم چو خار جست نوا
 بگفته بسم با حمد چوں کنی مهیا
 پس از تو خفتن اصحاب کفایت و
 تو خواب پیش کنی اینست خفته و رخت
 عرابیان ز تو هم سر برند و هم کالا
 به بین که در همه رنجست و سیم جمله عنا
 خار خواب ترا صورت بشکند برصدا
 که کار آب شما بر د آس کار شما
 رفیق صفا و رفیق نه نصف صفا
 زیم نشینی صفا به باشد ست بها
 که دیو جلوه کند بر تو و پری رسوا
 که کس جنب نگذارند در جناب خدا
 ای عیدی اینجا زول کن اینجا

ز چار ارکان برگرد و پنج ارکان جوی
 ز نه خراس بر روش بکوی هشت صفات
 و گریه عارضه معصیت شکسته دلی
 بیک شهادت سربسته مرواحد باش
 پی شنائی محمد بر آرتیج ضمیمه
 زبان بسته بحدیج محمد آرد لطف
 بهینه صورت او بود انبیا ابجد
 اگر چه بعد همه در وجودش آوردند
 نه صورت از پی ابجد همی شود مرقوم
 نه روح را پس ترکیب صورت نزل
 نه سبزه بر دود از خاک و انگلی سوسن
 گم زلالتش ارواح خواند سوره سور
 بکوفت موکب قبال موکب اجرام
 چو نقل کرد و انش مسافر ملکوت
 درید جزا جبهه و برید پروین عقد
 بوقت مکره بکمر کفش چو موج زدی
 ز بوی غلغله حلال لورید یافت حیات

که هست قاعده این پنج پنج نوبت لا
 که هست حاصل این هشت هشت بلغ بقا
 ترا شفاعت احمد صفای کند بشفا
 که پای مرد مرا اوست در سرای جزا
 که حجت بر قدر او بافتند در عشنا
 که نخل خشک پیر مریم آورد خرما
 مهینه معنی او بود و اصفیا اسما
 قدوم آخر او بر کمال اوست گوا
 نه معنی از پس اسما همی شود پیا
 نه شمس را ز پس صبح صادق است بقا
 نه غوره در رسد از تاک و انگلی صه
 ستاره بربت ستاره سماع کرد سه
 به بربت کلمه زربفت قبسه مینه
 برای عرشش بر عرش کرد خرمن و
 گذاشت مهر دواج و قلند صبح
 حباب و اربدی هفت گنبد خفه
 ز فر نطقش حل لمثین گرفت به

مزد که چوں کف او نشتر کرد و نشتره جود
 ز بارگاه محمد ندای یافت غیب
 ز خشاک آخر خدالان پرست خاقانی
 مرا و بخشا در تو گر یزم از احسان
 مرا تو باش که از ما من دلم بگیرفت
 کلید رحمت آخر عطا فرست چمنان
 گوا توئی که ندارم بجاه برگگی برگ
 چو قرصه جو و سر که نمی رسد به مسج
 مرا ز خطه شروان بروں فلکن ملک
 مرا کف کفن است العیاذ ازین طن
 بر ممال نشوم و رشوم چو خاک مبین
 ازین گروه که پر کار و درو را ماند
 گرفته سرشال برسام و جسمشال ابرص
 مرا باطل محتاج جاه خود شمرند

روان حاتم طے کعبه بساط سخا
 بمن رسید که خاقانیا بیارشنا
 که در ریاض محمد چرید کشت رصنا
 کنیز خراس خیسماں دبی خلاص مرا
 بر آرتیغ عنایت نه من گذار نه ما
 که گنج معرفت اول بهم از تو بود عطا
 باهل بیت زمین چوں رسد نوال و نوا
 کجا رسد بجواری خوار و حلوا
 که قرصه ایست در و صدر هزار بکر بلا
 مرا مقرر سفر است الاماں ازین فنا
 غم کیا نخورم و رنورم بکوه گیا
 دلم چو نقطه نولست در خط و نیا
 ز سام ابرص جانمگاه تر بزم جفا
 بحق حق که جز از حق مراست منتقنا

در نعت رسالت پناه گوید

ای پنج نو به کوفته در دار ملک لا لا بر چهار بالش وحدت کشد ترا

جولاں کہ تو زان سوی الاست گزینی
 او عشق ساز بدرقه بس ہم پور عشق
 در وازہ سری ازل دل سرف عشق
 لا حاجت بر در الاشدہ مقیم
 بے حاجی لا بد دین مر و کہ هست
 حد قدم پیرس کہ ہرگز نیاید رست
 از حلقہ حدوث بروں شود و منزلے
 پیوند دین طلب کہ بسیں ذایۃ تو دوست
 حاجت شود و روا چو تقاضا کن کہ کم
 این دم طلب کہ راحت نازیم شود پدید
 کسری ازین ممالک صد کسری و قباد
 فیض ہزار کوثر وزیں ابریاک سر شک
 فقر اک عشق گیر نہ دنیا ل عقل از انکہ
 میدان کہ دل ز روی شناساں ل شہرت
 دل تا بجانہ الیت کہ ہر ساعتے درو
 بینی جمال حضرت عین اللہ آن زمان
 در دل مدار نقش امانی کہ شہر طغیست

ہزار عالم ازین سوی لار ہا
 از تہیہ لا بمنزل الا اللہ اندر آ
 دندانہ کلید ابد و ان دو حرف لا
 کو اللہمان باطلہ را میزند قفا
 دین گنج خانہ حق و لا شکل از دہا
 در کوچہ حدوث عماری کسب یا
 تا گویدت قریشی و حدوت کہ مر حیا
 روزی کہ از مشیمہ عالم شوی جدا
 رحمت رواں شود چو اجابت شود دعا
 اینجا طلب کہ حاجت ازین چا شود روا
 خطوی ازین مسالک صد خطہ خطا
 برگ ہزار طوبی وزیں بانغ یک گیا
 عیسی ست دوست بہ کہ حواریت آشنا
 شمارش از غریب شماران زیں سرا
 شمع خزانہ ملکوت افگست رضا
 کائنۃ دلی تو شود صادق الصفا
 بتخانہ ساختن بہ نظر کا و بادشا

دنیا بعرض فقر بده وقت من زید
در چار سوی فقر در آماز راه ذوق
همت ز آستانه فقر ست ملک جوی
عزت گزین که از سر عزت شناختند
شاخ اهل زمین که چراغ نیست زود میر
گر سر یوم گنجی بر عقل خوانده
تنگ آمد ست زلزله لاله صحن میں بخال
حق میکند ند که بهار دراز نیست
خس طبع را چه مال دبی و چه معرفت
از عافیت پیرس که کس ز نداده اند
خود مادر زمان ز وفا حامله نشد
از کوی ره زنان طبیعت بر قدم
بر پنج قرص عمر بر افشان زلف است
توسن دلی و راض تو قول لا اله
با سایه رکاب محمد عسا در آ
آل باد تا شکس که بتعریف او گرفت
آل مالک لرقاب دو گیتی و بردارش

کو گوهر تمام میار از دایس بها
دل زان پنج نوش سلامت کنی دوا
اگر می هوا ز کیسه دریا بود ست
آدم در خلافت و عیسی ره سما
بج هوس بکن که درخت ست کم بقا
پس پائمال مال میاش از سر هوا
بر مالنا و قال الانسان مالسا
از مال الام بیفکن و باقی شناس ما
بله دیده را چه میل کشی و چه توتیا
در عاریت سرا به جهان عاقبت عطا
در شد بقمرش از شکم افکن هم قضا
و زخوی ره روان طریقت طلب وفا
شش روزه آفریش ازین پنج بانوا
اعلی و شعی قائد تو شمع مصطف
تماطر قوا از نان تو گردند اصفی
هم قاف و لام رونق و هم کاف نون بها
در کلهتری مشجره آورده انبیا

هم موسی از صناعت او گشته مستطیع
 نطقش معلمی که کند عقل را ادب
 دل گرسنه در آمده بر خوان کائنات
 مریم کشاده روزه عیسی بر بست نطق
 بر نامه سپیده صبح از ازل هنوز
 آدم از و بر سر قع خیزت سپیدی
 فالتش مراد عالم و او عالم کرم
 از آسمان نجیب بروی تخت قدر او
 پس آسمان بگوش خرد گفت شک مکن
 آل شب که سوی کعبه خلوت نهاد می
 آمد پی متابعتش کوه در روش
 برداشت فرا و دو گروهی خاک آب
 گردون پرگشت مرید کمال او
 روحانیان مثلث عطری بسوخته
 یا سید البشر زده خورشید بر نگین
 از شیب تازیانه او عرش را نمیب
 لا تعجلوا اشارت کرده بمرسلین
 هم آدم از شفاعت او بوده مجتبا
 خلقش مفرجی که دهد روح را شفا
 چون شبیهی بدید برون رفت ناشنا
 کو در سخن کشاده سفره سخا
 کو بر سپید ابد بود پیشوا
 شیطان از و بیلی حراما سپه قفا
 شتر عرش مدار قبله و او قبله شنا
 هم عرش نطعش آمده هم سدره مُتکا
 کان قار مصطفی است علی العرش استوا
 این غول دار بادیه را کرد زیر پا
 رفت از پی متابعتش سنگ دیو
 آیمخت با سموم اثیر دم صبا
 پوشیده برادرش این نیلگون و طا
 وز عطرها مسدس عالم شده ملا
 یا حسن الصور زده ناپید بر نوا
 در شبیه بگا ویرا و چرخ را صدا
 لا تقطوا بشارت داده به اتقیا

روح القدس خریط کش او در آل طریقی
 زو باز مانده غاشیه وارش میان راه
 بنوشت هفت چرخ و رسیده بمستقیم
 ره رفته تا خطر رقم اول از خطر
 زان سوی عرش رفته نزاران هزار میل
 در سوے سر رسیده و دیده بچشم مهر
 گفته نود هزار اشارت بیک نفس
 دیده که نقد های اولو العزم ده یکیت
 آورده روز نامه دولت در استین
 داده قرار هفت زمین را بباد گشت
 هر چار چار حد بنای پیمبری
 بے مهر چار یار و دین پنج روزه عمر
 اے فیض رحمت تو گنہ شوی ماصیاں
 بالنفس مطمئنہ قرینش کن آن چنان
 بر فضل تست تکیہ اسید او از آنکه
 روح الامیں جنیب بر او در آل فضا
 سلطان دہر گفت کہ اے خواجہ تا کجا
 بگذشتہ از مضائق و رفت بمنہا
 پیے برودہ تا سر ادق اعلاش از غلا
 خود گفت این انزل حق گفت با ہنا
 غلوت سرای قدسی بیچون بے چرا
 بشنودہ صد ہزار اجابت بیک دعا
 آموختہ ز مکتب حق علم کیسیا
 مہرش نمادہ سورہ و النجم اذ اہوا
 کردہ خبر چہار امیں راز ما خبرا
 ہر چار چار عنصرا روح اولیا
 نتوان خلاص یافت ازین ششہ فنا
 ریزی بریز بر دل غامتان از صفا
 کا و از ارجی و ہدش ہا تفی رضا
 باشندہ عطا فی و پوشندہ خطا

ای افضلی مشاطہ بکر سخن توئی
 این شعر در محاسن احرار کن ادا

ایضا در نعت نبی صلی الله علیه و سلم گوید

طفلی هنوز بسته بگواره فنا
 جمدی بکن که ز لاله صور دور رسد
 چال از درون یفا و طبع از بزل برگ
 آن به که پیش بود جها ن کنی نثار
 رخس ترا بر آخر سنگین روزگار
 بر پرده عدم زن زخمه بر از آنکه
 در رکعت نخست گرت غفلت برفت
 اگر حله حیات مطهر انگرد و دست
 از پیل کم نه که چو مرگش فرارسد
 از استخوان پیل ندیدی که چرب دست
 امروز سکه ساد که دل را ضرب نشت
 اکنون طلب دعا که مسج تو بزمین است
 بیمار به سواد دل اندر نیاید عشق
 عشق آتش است کاشن و زخ میزند و است
 و در میان برای جهان نیست جاء دل

مرد آن زمان شوی که شوی از همه جدا
 شاه دل تو کرده بود کاخ را برها
 دیو از خورش به برینه و جشید ناشتا
 آن جا که وقت صدمه بجزا شود فنا
 برگ گیاه نه و خر تو غنبرین چرا
 برداشته است بهر فرو داشت این نوا
 اینجا سجود سهو کن و از عدم قصصا
 آن چه که در نمادنت این کسوت اربابا
 در حال استخوانش بیز و بدناں بها
 هم پیل ساز و از پیل شطرنج و باو شا
 چو دل روانه شد نشود نقد تو روا
 کانه که رفت سوی فلک فوت شد روا
 مجروح به قباء گل از جنبش صبا
 پس عشق روزه دار تو در و نینج هوا
 ویران کجا و خلعت بیت الله از کجا

بنگر چه نا خلف پسرے کز وجود تو
 در جست جوی حق شو و شکیگر کن از آنکه
 بر لایزال نفس چلیپا پرست از آنکه
 گرد و سموم بادی لا تب شوی
 لا از لایزال ندامتی بکوی دین
 اول زینگیگاه قدم عقل زاد و بس
 عقل جہاں طلب در آلودگی زند
 کتب محمد از دین سر نبوت است
 با عقل پای کوب که بر بست زند و کوش
 جاں را بفقر باز خور از حادثات از آنکه
 اندر جزیرہ دو محیط ست گرد تو
 از مرز در گزرنہ زمین چوں جزیرہ نیست
 از کشت روزگار سلامت مجوی از آنکه
 در قمرہ زمانہ فتادی بدست خوں
 فرسودہ دال فراج جہاں را بنا خوشی
 اینجا مساز عیش کہ بس بے نوا بود
 زین غرقہ گاہ رو کہ سنگ نیست برگذر

دارا اختلاف پدر است ایرماں مسرور
 ناجستہ خاک رہ کیف آید نہ کیمیا
 عیسیٰ تست نفس و چلیپا پرستش لا
 آرد نسیم کعبہ الا اللہ شفا
 گر بے چراغ عقل روی راہ انبیا
 آرے کہ از یکے یکے آید یا بتدا
 عقل خدا پرست زند در گہ صفا
 آن کتب پیور اسب کہ بجا یازد ہا
 بر فقر دست کش کہ عروست خوش لقا
 خوش نیست این غریب نوا میں نوا
 زین سوت موج محنت و ز اسوٹ بلا
 گردوں بگرد او چو محیط ست از نوا
 ہرگز سرب پر نکند متربہ سفا
 و مال کعبتین کہ حریفست بس دغا
 آلودہ دال وہاں مشعبد بکنرنا
 و قحط سال کنھاں دکان نا نوا
 زین سہرہ جای خیر کہ نہرست در گیا

گیتی سیاه خانه شد از طلعت وجود
از خشک سال حادثه در مصطفیٰ آفرید
در دلتوای بس است که یا غیبت الیاف
به دند تا نبود نرولش درین سرا
شاهنشاه است احمد مرسل که ساخت
آل قابل امانت در قالب بشر
چون نوبت نبوت او در عرب زدند
بر خوان این جهان نه دوا گشت در نک
آزاد کرده در او بود عفتل دُود
او رحمت خداست جهانی خدای را
ای هستمان هستی ذات تو عاریت
مرغی چنین که دانه و آبش تنای شست
از عالم دوزنگ فراغت و بش چنانکه
در لغت نبی صاحب صدق و سداد در حکمت و مو عظمت

بنیاد از نگویش دنیا و حساو

عروس عافیت انکه قبول کرد مرا که عمر پیش بها داد مش بشیر بها

چو کشت ما فیتم خوشه در گلو آورد
 خروس کنگره عقل پر کوفت چو دید
 چو ماه سی شبه ناچیز شد خیال غور
 مسیح وار سپهر راستی گرفت آل دل
 زهر غرار سلامت دل مرا خبر است
 مرا طبیب دل اندر زگونه کردست
 به تلخ و ترش رضاده بخوان گیتی بُر
 ازین سراچه آواء و رنگ دل بگل
 اسیر طبع مخالف مدار جان و خرد
 که پوست پاره آید بِلَاک و لیت آل
 مرا شهنشه و عدت ز دامگاه خرد
 درین رسد که خاکی چه خاک می بیزی
 بدست آزاده دل که بهر فرش کشت
 بهوی نفس مکن جاں که بهر گردن خوک
 به بیس که کو کبه عمر خضر وار گذشت
 پر بر نوبت ج بود و مهد خواجہ هنوز
 بجاه چاه چه اُفتی که عمر در نقصان

چو خوشه باز بریدم گلی کام و هوا
 که در شب امل من سپیده شد پیدا
 چو روز پانزده ساعت کمال یافت ضیا
 که باز گونه روی داشت چو خطریا
 که هم مسیح خیر دار داز مزاج گبیا
 درین سواد بترس از حوادث سودا
 که بیشتر خوری از بیشتر خوری حلوا
 بارغوان بجه رنگ بارغول آوا
 زبون چار زبانی مکن دو جور لقا
 که مغربی کنهاں را وید باز درها
 بشیب مقرعه دعوت ہی کند که بیا
 نه کو دکه نه مقام ز خاک چیست ترا
 ز بام کعبه بدزدند ملکیاں دیبا
 کسے نیرد زنجیر مسح الا قصه
 تو باز مانده چو موسیٰ بتبی خوف رجا
 از آن سوی عرفات ست چشم بر فردا
 بقصد قصد چه کوشی که ماه در جوزا

برقت روز و تو چون طفل خرم آری
 چو عمر دای و نیاید که خوش نبوی
 دورنگی شب و روز سپهر تو قلموں
 دو چشمه اندیکه قیر و دیگر سیاه
 تو غرق چشمه سیاه و قیر پنداری
 بهمان کبشی ماند و رو سیاه و سپید
 بهر طناب هوس پیش از آنکه یامت
 بصورتی شبیه بر حسن رواق فلک
 قصه بهر لولایی تا کیت نماید
 ترا بکوت و دهره و سنه بختند ایرا
 قریب گنبد نیلوفر خمر که کنون
 ز خشتک سال حوادث امید من دارد
 چه جای راحت و امن ست و دهر رنگست
 مگو که دهر کجا خوں خور و چو نیت هانش
 مساد عیش که نامردم ست طبع هماغ
 ز روزگار و فای روزگار آید
 چه خوش بوی که درون دشت بیرون نغم

نشاط طفل نماز و گریه بود عذرا
 بعد خزینه مسدود مانگ استقصا
 پرند عمر ترا می برند رنگ و بها
 شب نبفته و ش و روز یا سیمین سیا
 که گرد چشمه حیوان و کوثر هم بچرا
 سپید ناخنه دارد و سیاه نابینا
 چهار منخ کند زیر خیمه خضر
 بنا و ک سحری بر شکن مصاف قضا
 بهفت مهره زریں و حقه مینا
 چو حقه بیدل و مغزی چو مهره بمر و
 ابل چو گنبد گل بر شگاف دست عدا
 که در تموز ندارد و لیل برف هوا
 چه روز باشه و صید است و هر پرنگیا
 به بین بپشه که در پس زنت نیست کیا
 محو ز کف کس که پیر شودم ست بوم و سدا
 که بهر م از پس شش ماه می شود صبا
 بکاروی که ز پیش آتش ست پس در

خوشی طلب کنی از خلق ساده دل مرد
 صلاح کار خود اینجا نیز بانی ساز
 خرد خطیب دست و دماغ منبر او
 چو خوشه چند رشوی صد زبان نخیخواهی
 درون کام رها کن زبان که تیغ خطیب
 درین مقام کس که چو مار شد و زبان
 زبان بمرکن و جز بگاه لا مکشای
 و واسپه بر اثر لایران بران شرط
 مگر معاملۀ لا الہ الا اللہ
 زبان ثنا گر و رگاه مصطفیٰ بهتر
 تنهای او بدل مافرو نیاید از آنکه
 سپید روی ازل مصطفیٰ است که ترش
 فلک به دایگی دین او بدین مرکز
 دمش خزینہ کثای مجا هزار و اح
 به پیش کاتب و وحیش دوات و از خرد
 هزار فضل ربیعش جنبید و از جمال
 زبان دران دهن پاک گفتی که مگر

که از زکوة ستانان زکوة خواست عطا
 که هیز بانی دفع زبانی است اینجا
 زبان بصورت تیغ و دهاں نیام آسا
 که یک زبان چو ترازو بوی پرو ز جرا
 برای نام بود و در برش نه بهر و غا
 چو ماهی است بریده زبان دلاں ماوا
 که در ولایت قالوا بلی رسی تو زلا
 که رخت نفکنی الا بمسندل الا
 ورم خرید رسول اللہ کنربها
 که بار گیر سلیمان نکوترست صبا
 عروس سخت شکر گست و حمله نازیا
 سیاه گشت به پیرانه سر سرونیا
 ز نیست بر سر گوارۀ بهانده ووتا
 دلش خلیفه کتاب معلّم اسما
 یفرق و حبب بارش نثار بار خدا
 هزار فضل ربیعش خریطه و از سخا
 میان چشمه خضرست ماهی گویا

دو شاخ گیسوی او چو چار پنج حیا
 بیا و گیسوی او زانش بهار کم است
 غرور و دهر و مهر و در جهان نحوست از آنکه
 ازین حریف گلو بر حذر گزید حذر
 چهار یارش تا تاج صفیا نشاند
 الهی از دل خاقانی آگهی که درو
 از آن شراب که نامش مفرح کرم است
 ز هر چه زیب جهانست و هر کمال جهان
 قوت من به نماز و نیاز در اینست
 مرا بمنزل الا الذین منه و داور
 یقین من تو شناسی ز شک محقر
 مرا ز آفت مشت ز یاد باز یار
 خلاص ده سخنم را ز غارت گری
 چو کاسه یار کشاده دهن ز جوع لعل
 اگر خیمه بر من گرال سرت رو است
 گرا و نشسته و من ایستاده ام شاید
 در او براح و من در مشق چه عجب

بهر کجا که اثر کرد و اخرج المرعا
 که آب و گل را به آبستنی و هدیه نما
 نداشت از غم امت باین و آن پروا
 وزین ابای گلو گیرا با نمود ابا
 نداشت ساعد دین یاره دشمن یار
 خزینه خانه عشق است سر مهر رضا
 به رحمت این عیگر گرم را بسازد و
 مرا چو صفر ننی دار چو الف تنها
 که عاقبتا و قنای شرما قصصیت لنا
 فرو کشای ز من طمطراق الشعرا
 که علم تست شناسای ربنا اربنا
 که پر ز نای زن زید گشته اندگوا
 که مولع بتبش ربا و قلب ریا
 چو کوزه پیش نهاده شکم را استقا
 که او زمین کثیف است و من سماء سنا
 نشسته با و زمین و سپای باد سما
 که هم زمین بود و آسوده و فلک دروا

سخن بر است که ماند ز مادرِ فکرت که یادگار هم آسمانکو ترا از آسما
بروز حشر که آواز لا تحف شنوند بگوش خاطر ایشان رسا که لا بشر

این قصیده در منطق الطیور خوانند در مطلع اول صفت
صبح و تخلیص کعبه عظمیٰ الله و در مطلع دوم صفت بهار و
مناظره طیور و تخلیص سید المرسلین

ز دنفس سر بهر صبح لمع نقاب	خیمه روحانیان گشت معنیر طناب
شدر گمر اندر گمر صفحہ تیغ سحر	شدر گره اندر گره حلقه دوع سحاب
صبح فنک پوش را بر زره در قبا	برده کلاه زرش قند ز شب راز ناب
بال فرو کوفت مرغ مرغ طرب گشت ل	باتک بر آورد کوس کوس سفر کوفت خول
صبح برآمد ز کوه چهل مه مخشب ز چاه	ماه بر آمد بصبح چهل دم مای در آب
نیزه کشید آفتاب حلقه مه در رلود	نیزه این زرد شرخ حلقه آبی سیم ناب
شب عربی دار بود بسته نقاب نبش	از چه سبب چهل عرب نیزه کشید آفتاب
یک کتف آفتاب باز روی ز راست	کرده چو احرامیان بر روی کعبه مآب
حق تو نا قانی کعبه تواند شناخت	ناخر سنگین طلب توشه یوم الحساب
مرد بود کعبه جوی طفل بود کعب باز	چون توشه شری مرد و بی روی ز کعبه متاب

کعبه که قطب هدی رخ شکفت از کوه
خرو بود تیج خطب منتظبا از بخت طلب
بست پیر انش طوفت کنال آفتاب
آری برگرد خطب چرخ و نه آسباب
حاله خدایت خداست لا جزئ نام هست
شاه مرع نشین تازی رومی نقاب

المطلع الثاني

رخش بیزایاقت بر سر صفرا آفتاب
رفت بچراغ خرمی گنج رواں در کاب
کلی چرخ از سما گشت مسلسل شکل
عودی خاک از نبات گشت تامل تباب
روز چو سمع بشب نوره و سر فراز
شب چو چراغ برون کاسته تویم تاب
وروی مطبخ بین بر سر سبز زسل
شیشه ناسخ میں بر سر آب از حباب
مرغکان چو طفلگان ایچی آموخته
بلبل الحمد خواں گشت خلیفه کتاب
دوش ز نورادگان دعوت نو ساختن طاق
مجلس شان آب تدوایر بیم نداب
دار به یک تین غلته از زرد و سرخ
اول مجلس که باغ شمع گل اندر توخت
حلقه نوروش صبارنگ در رخ ما بتاب
نرگس باشت نذر کرد مجلس شتاب
ناله بران جمع ریخته در نخل طلع از پرا
تا ترسد جمع را نالتش لاله عذاب
هر سری از جوی جوی رفو شطرنج بو
بیتنی زدن نمود غنچه زردی تراب
شاخ جوامر فتال ساخته خیر القنار
سوسن سوزن غای دوخته خیر الثیاب
نمره کرد آن شمال بر دهن شلخ سبید
نسبت باز آسمان پوین غلن شهاب

پیش چنین مجلسی مرغال جمع آمدند
 فاشته گفت از نخست هیچ شگونی نخل
 بلبل گفتا که گل به زشکو گفت از آنکه
 قمری گفتا که گل ملکست سده و به
 ساری گفتا که هست هر وزن پای لنگ
 صاصل گفتا که نه لاله دورنگست ازو
 تیمو گفتا به است سبزه ز سوسن از آنکه
 هر بد گفت از سمن زنگس بهتر که هست
 طوطی گفتا سمن به بود از سبزه کو
 جمله بدین داوری بردر عنقا شدند
 صاحب سترال بم بانگ برایشان زدند
 فاشته گفت آه من کله خضر بسوخت
 مرغال بردر بپای عنقا در خلوت جای
 عجب حال این خبر چو سوسن گفتا
 بلبل کردش سجد و گفت که فهم الصباح
 قمری کردش ندا کاهی شده از عدل نو
 وی که ز انصاف تو صورت منقار کبک

شب شده بر شکل موی هر چو کمانچه باب
 ساز دازان برگ تلخ مایه شیرین عباب
 شاخ جنبیت کش است گل شه والا جناب
 کاندک بادی کند گنبد گل را خراب
 لاله ازوبه که کرد دست بدست انقلاب
 سوسن یک رنگ به چو خطا اهل النواب
 فاشته صحف باغ اوست که فتح باب
 کرسی جم ملک او دافسر افراسیاب
 بوی ز عنبر گرفت رنگ ز کافور ناب
 کوست خلیفه طیور داور مالک رقاب
 کیس حرم کبریاست یار بود تنگ باب
 حاجب این بارگاه در راهم توایب
 فاشته با پرده دار گرم شده در عتاب
 آمد و درخواهد نشان کرد پیش خطاب
 خود و جنوی باز داد و محاکم جواب
 دانه انجیر زرد دام گلوه به شراب
 صورت مقرر اض گشت بر پروبال عتاب

مابتو آورده ایم در دسرا رچہ ہزار
 وانکہ دواسپہ دوید موکب فضل سربج
 خیل ریاحین بس است مابکہ شادی گتم
 عنقا بر گرد سرگفت کزین طائفہ
 ایں ہمہ نورستگاں بچہ خورند پاک
 گرچہ ہمہ دلکش انداز ہمہ گل نغز تر
 ہادی مہدی غلام اُمّی صادق کلام
 باجستان ملوک تاج دو انبیا
 احمرسل کہ کرد از پیش زخم تیغ
 جملہ رسل بردش مفلس طالب زکوۃ
 عطسہ او آدم است عطسہ دم مسیح
 گشت زمین چون سفن چرخ کجیخت نیز
 ذرہ خاک درش کار و دھند زورہ کرد
 لاجرم از سہم آن بر لب زنا ہیرا
 دیدہ نہ روز بدرکال شہ دیں بدرواہ
 بہر بلنگان دیں کرد شراب از محیط
 از شغیب بہر بلنگ شیر قضا بستہ دم

در دسرا روزگار برد بھوے گلاب
 دہر خرف بازیافت قوت فضل اشباب
 زیں ہمہ شادی کراست کیت بر تو صواب
 دست یکے در حناست بجایکے در حنّا
 خوردہ کہ از جوی شیر گاہ ز جوی شراب
 کو عرق مصطفاست این گل ز خاک آب
 خسرو ششم بہشت ششمہ چارم کتاب
 کز در او یافت عقل خطا مال از عقاب
 تخت سلاطین ز گال گردہ شیریں کباب
 او شہ تاج رسل تاجر صاحب فہاب
 اینت خلت کز شرف عطسہ دلدوباب
 تاز پے تیغ او قبضہ کنند و قراب
 رائد ہداں آفتاب بر ملکوت ہفتاب
 بن در ہادی گسیخت رفت بر شہم ز تاب
 رائد سپہ در سپہ سوے نشیب و عقاب
 بہر نہنگان کیں کرد محیط از شراب
 وز فرخ ہر نہنگ حوت فلک بخت ناب

از پی تائید او صف به ملائک رسید
در علمش میرخل نیزه کشیده چون نخل
چون الف سوزنی نیزه بنیاد کفر
حائل وحی آمده کاه یوم الطفره
خاطر خاقانی ست مدح گریه صفا
کی شکند بهتش قدر سخن پیش غیسر
یارب ازین حبس گاه باز رهاش که هست
زین گره نا حفظ حافظ جانش تو باش

ایں قصیده را در آواں کودکی گفته است

صفتی ست حسن او را که بوم در نیاید
علم اندای عزیزاں که جمال نشان بت
چونیم زلفش آید علم صبا بجنبه
زلبش نشان چه جوئی ز دم سخن چیرانی
چه صرف کشاوه لعلش چو شال کشید عیش
چه دوم که اسپ سحر ز سر بگرد و حسدش
چو بدوزخ بت خوابم دل از دگرش نیاید
روشنی ست عشق او را که بگفت در نیاید
بصفات در گنجی بحسب حال در نیاید
چو فروغ رویش آید سپهر نیاید
نشیده که کس را ز عدم خبر نیاید
نبود که چشم دگر بشم صدف و گهر نیاید
چشم که شایع بنتم ز قضا بسبب نیاید
چو درخت ز بهر کارم بر از و شکر نیاید

نه مراست روزگاری که ز بد بتر نیاید
 سر و ز نثار ما کن که چنین بسر نیاید
 بوفای او که جانم هم از او بدر نیاید
 که ز شرم طلعت او مه عبیر بر نیاید
 بد و خشم او که جانم بشود اگر نیاید
 سوی محمدین دولت شه داوگر نیاید
 که ز نه سپهر چو او ملکی دگر نیاید
 ز حجاب چار غصه بد لے بدر نیاید
 که زمانه بر کنه هم که بر او گذر نیاید
 که چنگ و روی الا دره خطر نیاید
 بیقین شناس کا نچا پشه یه پر نیاید
 دم از دها نگیر و بے شیر تر نیاید
 سر دیو بر داری ز فرشته سر نیاید
 مد و مردوش افروں ز حد قدر نیاید
 غذا از دهاں بیکدم بسوی جگر نیاید
 چه زبان که بو خلاقی بی بوالبشر نیاید
 که شمار دولت را فلک استر نیاید

نه مراست اختیاری که کم از کم پشیمند
 دل و دین فداش کردم بیشتر گفت فی فی
 اگر هم جفا نماید بر اے خشک حالی
 شب عبیر چو او را دید ز دیو ثانی گفتی
 به نیا دگفت فردا بی تنهیت بیایم
 ز نقشه زار ز نقش لغات عید الا
 سن من نشان منو چهره افق سپهر ملت
 چه یگانه ایست کور اے بعد در دو عالم
 که بود عدو که آید بگذر که سپاهش
 چه خطر بود سگ را که قدم ز ندجائی
 بهر آن زمین که عنقا ز سموم پر بریزد
 عدو ابله است اگر ز خرواں بود کرم
 سلب فرشته دار و سر تنع و شاه و دگم
 همه کامها که دارد ز فلک بیاید ارچه
 غذا از جگر پذیرد همه عضو با و لیکن
 چه شد است اگر مخالف سر حکم او ندارد
 ز جالوت تو شاه با کمند زانه باور

تو بجای خشم ملکت ز کرم نه مقصر
چپه عیب نبی که در وی از وفا آید
بیل آفرینش است اینکه با مخرج منزه
بد و چشم آنکه اندر دیوهر سیاه
سر نیزه تو خورد و قسمی بدولت تو
که ازین بس آب خوردش بکراته نیاید
بصاف مکرشان در چو تو تیغ زن نخیزد
بسر بر خیمه و آن ییچو تو تا جور نیاید
چو دل تو گفته باشم سخن از جهان گویم
که چو بکمر و شمای سخن از شمشیر نیاید
بختگی عیدت بدعا کنم که دهم
که بدولت تو هرگز زفت احقر نیاید
تو نهال باغ ملکی سر بخت سر بادت
که بهای ملک سرمی ز تو مادره نیاید
نظر سعادت تو ز جهان بسا و ثانی
که بهان آب و گل رایه ازین نظر نیاید

ای قصیده در مدح کعبه گوید و مخلص سید المرسلین محمد مصطفی

صلی الله علیه وسلم تحت روضه رسول تشاکره

متصد اینجاست ندای طلب اینجا شوند
بختیاں راز جوس صبحم آوا شوند
عارفان نظری را خدا اینجا خواهند
باتقان سحری راندا آسجا شوند
خاکیاں راز دل گرم روان آتش عشق
یاد مر و از سر خو نایب سوید آشنوند
به سگ جان چو سگ ناله کنانند به صبح
عصدم ناله سگ بن که چو پیدا شوند
خاک بر سجده قرا شود از اشک نیاز
وز دل خاک همان ناله مسترا شوند
نماک اگر گوید و نالد چه عجب کاش را
با ناک گریه ز دل صیحه صفا شوند

گریه آل گریه که از دیده آتش بینند
 چو بلرزد علم صبح و بنالد دم کوس
 صبح گلفام شمار و اح طلب تا نگرند
 هر چه در پرده شب راز دل عشاق است
 صبح شد بهر دجاسوس کز ووا پرسند
 چو بپای علم روز سر شب به برند
 کشته شد دیو بپای علم لشکر حاج
 کوس حاج است که دیوانه فریاد کرد و گریه
 یارب این کوس چه باروت فتنه زهر نوست
 چه کند کوس که امروز قیامت نکست
 کوس را بپس خم ایوان سلیمان که درو
 کوس چو صومعه پیر ششم حریج کزو
 کوس مانند بکمان فلک اما عجب آنکه
 کوس را دل نه و دروی نه چرا نالد زار
 کوس چو مار شده حلقه و کوبند سرش
 سخت مهر کوفته دارندش او تالد از آنکه
 خم کوس است که ماه نو ذوالحجه نمود

ناله ناله که از سینه خارا شنوند
 کوه را ناله تپ و لرزه چو دریا شنوند
 کوس گلبام زد و ابدال نگر تا شنوند
 کال نفس جز بقیامت نه بهما شنوند
 کوس شطوطی غماز کزو ووا شنوند
 چه عجب کز دم مرغ آه درینا شنوند
 شاید ارتینه از کوس مفا جاشنوند
 زد چو کر نای سلیمان دم غنقا شنوند
 که زیک پرده صد الحان شب بجا شنوند
 که ندارد نفس صور که سر داشتونند
 لحن داؤد با تنگ دل آرا شنوند
 بانگ شش دانه تسبیح تریا شنوند
 زو صریق قلم تیسر بجوزا شنوند
 ناله زار ز درو دل دروا شنوند
 بانگ آل کوفتن از کوفه بصفا شنوند
 ناله مرد ز سر کوبه اعدا شنوند
 که زمره لحن خوش زهره زهر شنوند

خود فلک خواهد تا چیر این کوس شود
 کند دم چنبر چو پیر که شنید خوش است
 از پی حرمت کعبه چه عجب که پس ازین
 مشتری قرعه توفیق زند بر ره حاج
 عرشیاں بانگ و مد علی الناس زنند
 از سرو پای در آیند سر ایاں نیاز
 روضه روضه همه ره بارخ منور بینند
 سر سبز روضه همه جای تسنزه شمرند
 انجم ماه و ش آ ماده حج آمده اند
 همه را نسخه اجزای مناسک در دست
 نه صحیفه است فلک بخت ده آیت زبیرش
 نه صحیفه که بیک بنده آیت بستند
 خام پوشش همه اطلس کجسته شمرند
 زندگی شان بحق و نام بار و لح چرست
 گنج پرورده فقرند و کم و کم شده ایک
 فقر نیکو است برنگ ارچه با دانه بدست
 شبه طاؤس شمر فقر که طاؤس را

تا صد اش از جلال رحمت بطحا شنوند
 پس دم آن خوشتر کن چنبر مینا شنوند
 بانگ دق الکوس از گنبد خضر شنوند
 بانگ آن قرعه بریں رفته غیرا شنوند
 پاسخ از خلق سمعنا و اطعنا شنوند
 تا تعال از ملک لعنش تعالی شنوند
 بر که بر که همه جا آب مصفا شنوند
 لب لب بر که همه بانگ تماشا شنوند
 تا خواص از همه لبیک ثنا شنوند
 از پی کسب جزا خواندن اجزا شنوند
 عاشقان این همه از سوره سودا شنوند
 تانہ بس دیر چوسی پاره مجرا شنوند
 زهر نوشند همه نوش مہنیا شنوند
 کاب شان ابر دهد لاف ز سقا شنوند
 کم کم رنج سرا پرده پالاشه شنوند
 عام انیس رنگ باواز تبرا شنوند
 رنگ زیاست گرا و از نه زیبا شنوند

سفر کعبه نموده آه آخرت است
 جان معنی است با هم صوری داده برون
 کعبه را نام بیدان که عام و عرفات
 عابدان نعره بر آزند بمیدان که از آنکه
 عارفان نمائش و بر پیر زانو چو ملج
 ساربانان یو فایر تو که تعجیل نما
 حاشا نشد اگر اسال ز حج و امانم
 و وستان یافته میقات و شده ذی عرفات
 هیچ اگر سایه پذیرد مسم آن سایه هیچ
 با و با باشد اگر محل من سازی و هم
 بر در کعبه که بیت الله موجود است
 بار عام ست و در کعبه کشا دست کزو
 پس چو ضوای در جنات کشاید گنجان
 زان کلیدی که نبی ز نو نبی شیبه سپرد
 چو لجرس و در نجیبان ره تیر بپیرند
 در فلک صوت جرس نگل نباشان ست
 اسلام آمدگان حرم مصطفوی

گر چه در رهش از صورت زیبا شنوند
 خاصگان معنی و حاکمان همه اسما شنوند
 حجره خاص جهان و اور دارا شنوند
 نعره شیر دلاان در صف بیجا شنوند
 نه چو ز نور کزو شورش و غوغا شنوند
 کزو فای تو ز من شکر موقفا شنوند
 نه قصور من و تقصیر تو حاشا شنوند
 من بقید وز من آواز بیطحا شنوند
 که مرا نام نه در دفتر استیا شنوند
 بر سائیم کیم زان که ز من یا شنوند
 که مباحات اتم زان در والا شنوند
 خاصگان باتاک و حیرت ما و شنوند
 باتاک حلقه زدن کعبه علیا شنوند
 باتاک پیر ملک و زیور حورا شنوند
 ساربان را همه الحان جرس اسما شنوند
 که خروشیدنش از جمعه دارا شنوند
 ادخلو با به اسلام از حرم آوا شنوند

انبی الہی آرند سلاطین بزر باں
 از سریر در او چار ملائک بسے بعد
 بر در مرقد سلطان ہدی رالیق چرخ
 خود جنیبت بدرش داشتہ بیند راق
 موسی استادہ و کم کردہ زوشت فغلیں
 بہر و یا فتن گم شدہ تعلیم کلیم
 بندہ خاقانی و نعت و سر بالین رسول
 فخر من بندہ ز خاک در احمد بیست
 نعت صدر بنوی بہ کہ بغیریت گویم
 نلکم مدح کہ من مرثیہ گوے کر تم
 زندہ کروم سخن ارشاد کر من شد عجیب
 شاید ارب بحدوث قدر مانک شایند
 آب ہر آہن و سنگا ریشو نیست عجیب
 شاعران حیض حسد یا فتنہ چون خر گوشتند
 تضم سگ دل ز حسد لہ و چونہ جہت ما
 از سر خامہ کم مجرہ انشاء بخداے
 راویاں کایت انشاء من انشاء کنند

انجی انبی از روضہ عشرہ شتوند
 پنج ہنگامہ و دو و صورت یکجا شتوند
 مرکب داشتہ را مالہ ہر شتوند
 کز سبیلش نفس روح معلّا شتوند
 ارنی گفتنش از بہر تحسلا شتوند
 واصلی خواندن حضرت از طابا شتوند
 تماش تحسین ز ملک مدحی اعلّا شتوند
 لاف دریا ز دم عسبر سارا شتوند
 یانگ کوس ملکی بہ کہ یصحر شتوند
 چون کرم مرد ز من یانگہ معتر شتوند
 کہ زما ز صفت شکر سیما شتوند
 تا قدرانی کہ ادای سخن ما شتوند
 کہ بزم آتش طور از ید بریت شتوند
 تاز من شیر دل این نکتہ ہد شتوند
 فز بے صرفہ و ہدوع دعوا شتوند
 گر چنین معجزہ بینند سرال یا شتوند
 بارک لہ ہمہ بر صاحب حق شتوند

ایں قصیده را نیز تهره الارواح و تزیینة الاشباح خوانند هم در
حضرت معظمه گفته انتشار کرده است از مطلع اول و صاف مقصد
صدق کند و باز شرح منازل مناسک منازل که بعد از بنیاد تا مکّه

شب ردال از صبح صادق کعبه جان دیده اند
از لباس نفس عریان مانده چو لایمان صبح
در شکر ریزند ز اشک خول که گردون ابصبح
وادی فکر تیریده مجرم عشق آمده
روز و شب دیده دو کاه سپید رقبای گمش
خوانده اند از لوح دل شرح مناسک که آنکه
نام سلطان خوانده هم بر پاشخ سلطان از آنکه
از کجا برداشته اول ز بنیاد و طلب
صبحیم رانده ز منزل تشنگان و ناشنا
در طواف کعبه جان ساکنان عرش را
در سجود کعبه جان ساکنان سدره را
در حریم کعبه جان محرمات لباس دار
در طریقی که به جان چرخ زریں کاسه را

صبح را چو لایمان کعبه عریان دیده اند
هم صبح از کعبه جان لایمان دیده اند
همچو پسته سبز و خول آلود و خندان دیده اند
موقف شوق ایستاده کعبه جان دیده اند
صبح را تیغ و شفق را خون قربان دیده اند
در دل از خط پیدان صد دستان دیده اند
دل علامتگاه پاستنمای سلطان دیده اند
وز کجا در وادی تجرید امکن دیده اند
چاشنگ هم مقصد و هم چشمه هم خوان دیده اند
چون علی دلبران در قصص افتخار دیده اند
همچو عقل ساکنان سرست خیران دیده اند
علم خضر چشمه ماهی بریان دیده اند
از پی در پیوزده جان کاسه گردان دیده اند

کشتگان کن کعبه جان باز جانور گشته اند
 کعبه جان زانوی نه شهر جوی و هفت ده
 برگزیده ترین ده وصال شهر در اقلیم دل
 خالیان من اندر او کعبه جان کو فتن
 کعبه سنگین مثال کعبه جان کرده اند
 هر کس تو کنز چرم کعبه جان آمده است
 عاشقان اول طواف کعبه جان کرده اند
 ماهی خضرند گوئی کاب حیوان دیده اند
 کیس دوچار نفس شیر طبع و هفتا دیده اند
 کعبه جان را بشهر عشق بنیان دیده اند
 کیس ره دشوار مشت خاکی اسان دیده اند
 خاصه گال ای را طفیل دیدن آن دیده اند
 زیر پریش نامه توفیق پنهان دیده اند
 پس طواف کعبه تن فرص فرمان دیده اند

المطالع الثاني

تا خیال کعبه نقش دیده جان دیده اند
 عشق بر کرده زکله آتشی کن شرق و غرب
 هم بدل آتش زبند و چین و بغداد آمده
 ماه نورانی قندیل عیسایا فست
 بر سر دجله گذشته تا دشت خضر و ار
 طاق ایوان جهانگیر و وثاق پیر زن
 از تیر گشته چون زنجیر پیا کل زمان
 تا جبارش رفته و دود اندامه قصر شاه
 دیده را از شوق کعبه غم افشان دیده اند
 کعبه را هر هفت کرده هفت مردان دیده اند
 ماه ذوالقعدة بروی دجله تابان دیده اند
 دجله را بر حلقه عز بنجر مطران دیده اند
 قصر کسری و زیارتگاه سلمان دیده اند
 از کونای طراز فرش ایوان دیده اند
 بر در ایوان نه زنجیر و نه دربان دیده اند
 بر سر و داندای تاج خندان دیده اند

رانده زانجا تا بجا ک حله و آب فرات
 بس بکوفه مشهد پاک امیر خسل را
 پس بلنگال گوزن فلک ک چون شاخ گوزن
 و در تنور را جای طوفان دیده انداختم دول
 رانده از رجه و واسپه تا مناره یکسره
 بختیاں چون نو عروساں پاکوبان سماع
 شب طلاق خواب داده دید بانان بصر
 روز با کم خند چو شبها نو عروساں در قاف
 حلا مشاں از پلاس نگیسوان شل از مهار
 در زاشدنی شده سنگ قدم شال لرحم
 سنج میال چو بی بی میا چو بختیاریان
 پنجنگال چو بختیاں افغان خیرال مستحق
 وال کز او چیست نیران دو کفه بار دار
 بار داری چو فلک خوش و موه خور و شکم
 چو دوست اند نیم یک بد گیر مقفل
 جبریل استاد چو غرابی اشتر سوار
 بادیه بکرت و بختی گشتی د اعراب موج

موقوف شمس و مقام شیر زوال دیده اند
 همچو جیش نخل چو شنی منی جلال دیده اند
 پشت خم در خدستان شیر مران دیده اند
 هم تو ریغصه هم طوفان اخراں دیده اند
 از سم کورای دل شیراں پسران دیده اند
 اختران و شب پلاس چرخ کوبان دیده اند
 تما شکر ریخ و سوان بیابان دیده اند
 و قبا شال از دوا با مطرب لجال دیده اند
 بار با خلیاں مشاطه شیر باں دیده اند
 سنگ را از خول بگیرنی گشت خراں دیده اند
 بریم افتاده چو میگوئی اند جان دیده اند
 فی نشانی از می و ساقی و میان دیده اند
 بار جز او دو کفه شکر مزین دیده اند
 وار دو سو چو شیر نین اورا و زهر مال دیده اند
 در یک محل دوتن نیم پای و پهل دیده اند
 کز بی حاجش دلیل ر نور و ال دیده اند
 واقعه سر حاجت بخرو مکه پایاں دیده اند

و دست بالا برت مردم که کرده زیر پاهای
 شکل چپکان ست پاهای و بادیه گونی بزیر
 بادیه چول غمزه ترکان سنال و از آن عرب
 به روح در چشم رهروان آب و گیاهش
 از گلاب ترانه و کافور صبحش در سموم
 دانه افلاک را بالاسه صحن بادیه
 یایویه باغ بهشت و پیر خاکنای حاج
 وز طناب نیمه برگر و شکرهای حاج
 قاع صف صف دید و صفی پیران حاج
 چار صفهای ملک در صفهای نه فلک
 بر سر چاه شقوق از تشنگال صف چنانکه
 کرنگای کافال ستاده در قلب اسد
 تیر چشمان روان ریگ روان زرد زرد
 از پی ریح در خیز دزدی ز پانصد سال باز
 من بدو مقتضی دیدم بدی مه بادیه
 پس به مقتضی امسال دیدم در تموز
 کوه محروق آنکه همچون زربشتا بنگ در
 از دم پاکال که بنشانند چراغ آسمان

پای شیمی کال حقوقت جای شیطانی اند
 آسمان چون گونی مخططان زیر چوگان دیده اند
 جای خنیزان و نرگس راز خیال دیده اند
 شیر مادر دختر کشنیز پستان دیده اند
 قدش نواز کسری و سرو آفتابان دیده اند
 کم ز خرم نخویان بر حرف قرآن دیده اند
 پر طافش بستی رنگس را دیده اند
 صد نبره اشکال قلیدس بر بال دیده اند
 کوس را از زیر دستان زیر دستان دیده اند
 بر زبان جای استقصای پارال دیده اند
 پیش یوسف گرسنه چشمان کنعان دیده اند
 سنگ وریک فعلیه بید وریکان دیده اند
 شات ساقی هم زهر هم زرد مان دیده اند
 بر در قید آسمان را منقطع سال دیده اند
 کاندروزاب و گیاه قیظ فراوان دیده اند
 گزیم گاه صد نیلو فرستان دیده اند
 دیو را زود در شکم صلب خدلال دیده اند
 ناف با حور را بجا حرمه آبان دیده اند

ز سحاب فضل و اشک حاج و آب شمع من
 وز پنی خضر و پر روح القدر حق خط و دو
 ز آب شور نقره و ریگ غسیله ز اعتقاد
 از لب پر ملک گسترده ز پیر پای حاج
 سبزی برگ حنا و ریای دیده لیکن اشک
 غنچه آن ماه نو ذوالحجه کز وادی عروس
 ماه نو در سایه ابر کبوتر فام راست
 ز آب خاک سارقیه تا صفیه پیش چشم
 در میان سنگ لایح مسلخ و عمره ز شوق
 دشت محرم صحران مجتهد گشته ز لب یک خلق
 از نشاط کعبه در شیر ز قوم اجرامیاں
 شیر ز دکان امید و سینه ز بخور ان عشق
 ز دکان گشته نفس آنجا نفس دریا کشان
 شیر مردان چون گوزنای حسی و بوند ز بان
 بر در آب شان قفل از قفل حبسی زده
 آمده تا نخله محمود و در راه از نشاط
 جمله در غرقاب شکاف کرده هم سیران شکاف

برگمارا برگ جای بکر عمان دیده اند
 در سمیرا سدره بر جای مغیلاں دیده اند
 ساکتان از نقره کان و غسل شان دیده اند
 حاج ز پیر پای فرش سندل لولایا دیده اند
 سرخی رنگب حنا در لولک قرغان دیده اند
 چون خم تاج عروسان در بستان دیده اند
 چون سجاء نامه یا چون عین خوان دیده اند
 بس دواء المسک تر یا فیکه احوال دیده اند
 خار و خنظل گشتگرهای صفایا دیده اند
 نفقه صبوران در پس پیروزه نیکان دیده اند
 شیرستان قرین شیرستان دیده اند
 در ز قوش هم دو پستان هم پستان دیده اند
 ز خضران روح خنظل نفس انسان دیده اند
 و ز بول الله بر ضد نگاره پیکان دیده اند
 باز و نهانه کلیدش سین سجان دیده اند
 خنظل محروق را نایح گیلاں دیده اند
 خاک غرقاب مصحف را که عطشان دیده اند

المطلع الثالث

درست موقت را بهاس از جهم جال دیده اند
 نهضت گاه دشت موقت عرض چنانست از آنکه
 حوت و سرطان است جای مشتری دل بهر است
 کوه رحمت بهر متی دارد که پیش مستدیر او
 سنگبره کوه زمست برده انداز بهر کجیل
 اصفیا پیش کوه استاده دل سوزان چو شمع
 آفتاب از تاب گشتی باز گشت از بهر علاج
 تنگنی از مغرب بر جبهت کرد مشرق آفتاب
 از نسیم منفعت کانی و نمایی یا نمته
 در فراوان ابر رحمت ریخته باران متصل
 سج با آدینه و ما غرق طوفان کرم
 بستم ذوالحجه در وقف رسیده چاشتگاه
 شب فراز کوه از شاک شوجع و نور شمع
 چون کریمال کرد عطای داده نسیان بود
 خلق هفتاد و سه فقره کرده هفتاد و دو حج

کوه بهمت را اساس از گوهر کال دیده اند
 مصنع او کوثر و سقايش ضلوع دیده اند
 منبری صفوی که در روی حوت سرطل دیده اند
 کوه قاف و نقطه فاهر و دیکسان دیده اند
 دیده یانانی که عرش از کوه لیسان دیده اند
 تپو شمع از شاک زنی و شاک مان دیده اند
 چون نماز دیگری بهر سلیمان دیده اند
 لاجرم حاجت رحمت بل زار مان دیده اند
 آفتابی را از آما گفتنی پیشیان دیده اند
 رانده را بر امیه عتیه شادان دیده اند
 خود بهر نوح هم آدینه طوفان دیده اند
 شام که خود را بهفتم چرخ محال دیده اند
 ابر در افشان و نور شید زرقشان دیده اند
 عفو حق را از خطای غلغلیان دیده اند
 انسی و جینی و شیطانی سلطان دیده اند

حاج را نو تو در افرا از ملائک کرده حق
 ای برید صبح سوی شام و ایران بر خیز
 دی زبان آفتاب جزو گیسوان را بگوسه
 تر نسوم آسیب و زبیران بخیلی یافته
 رانده ز اول شب بران که پایۀ شکسته سنگ
 بامدادان نفس حیوان کرده قربان درنا
 یا سیاهی سنگ کعبه هم بر آید در شرف
 سعد و اوج بهر قربان تیغ مرچ آخته
 چهل بره کا میدبادر گو سپند چرخ را
 بین بانان بر زبان بهر بانی شکر حق
 در سه جمره بوده پیش مسجد خیف اهل خوف
 آمده در مکه و چهل قدسیان در گرد عرش
 پیش کعبه گشته خوبان را از زمین پوس از نیاز
 عید ایشان کعبه ز تزیین پنج ارکان حج
 رفته و سعی صفاه مرده کرده چار و سه
 تیس برای عمره کردن سوی تنعیم آمده
 حاج را دیوان اعمال است و انکه عمره را
 کعبه در دست سیاهان عرب دیده چنانکه

هر چه در شش صدر هزاران نقصان میداند
 زین شرف کامسال پیش شام و ایران میداند
 دولت کز حج اکبر حاج و وران میداند
 زرتخا چه بیم و نزع ربیه عصیان دیده اند
 نیم شب مشعل مشعر نور غفران دیده اند
 لیک قربان خواص ز نفس انسان میداند
 سرخی سنگ مناکر خون حیوان دیده اند
 جرم کیوانش جو سنگ کی افسان میداند
 سوی تیغ حاج پویان غولان میداند
 گفته وقت کشش و حق را باندان میداند
 سنگ را کانداخته بر دیو عصبان دیده اند
 عرش را بر گرد کعبه طوف و جلالان دیده اند
 و اسمان را در طوافش هفت دولان میداند
 رکن پنجم هفت طواف چار ارکان میداند
 هم بران ترکیب کز سایات و اعیان میداند
 هم بران آئین که حج را سازسانان میداند
 ختم اعمال و فرائد کسای دیوان دیده اند
 چنمۀ حیوان بتاریکی گرد گال دیده اند

آنچه دیده دشمنان کعبه ز مرغان بستگ
 بهترین جای بدست بدترین قومی گرو
 فی زاینه و شرم و فی از کعبه کزدمی درین
 در طواف کعبه چون شوریدگان از دین و مال
 ذات حق سلطان سلطان کعبه دار ملک
 چون ز راه کعبه خاقانی به شرب داد و رے
 بنده خاقانی سگتازیت بردرگاه او
 دوستان کعبه از غوغا و چندان دیده اند
 مهره جان داران در مغز ثقبان دیده اند
 جای شیران را سگان خورکان دیده اند
 عقل را پیران سر در آرم صبیان دیده اند
 مصطفی را سخته و مشور قرآن دیده اند
 پیش صدر مصطفی تانی حسان دیده اند
 پنج آن تازی سگی کشن را خنجر دیده اند

ایں قصیده غرار احقر را حجاز خوانند در کعبه علا عظمها الله
 پیش یا لیلین مقدسه محمد مصطفی صلی الله علیه و سلم انشا کرد در شیراب

شب روال چو نوح آئینه سبها بینند
 گرچه زان آئینه خاقون عرب را نگزند
 اتنه ان عود شب آرند و با تش فکندند
 صبح دمنان چو مسطر کنند از سوخته عود
 صبح را در ردی ساده احرام کشند
 محرمال چون که وی صبح درآمد به کشف
 خود فلک شقه دیبای تن کعبه شود
 کعبه را چهره دران آئینه سپید بینند
 در آئینه روش زن رعنا بینند
 خوش بسوزند صبا خوشام آرا بینند
 عودی خاکن دندانش مسطر بینند
 تا فلک را سلب کعبه مهیا بینند
 کعبه را ستر لباس فلک آسای بینند
 هم ز صبحش علم شفته دیبای بینند

هم صبح از جگر آرند و نم زان چشم
 هم و نم تیره کنند آئینه این آئینه بین
 ه صبح زان راه صبحی بزنند
 بشکنند آن قدر که تن گردن زان
 حترال از پی تسبیح همه زیر آیت
 نیک لرزند تسبیح مودن به فلک
 و شرفان آن رواء صبح بشویند چشیر
 شائقان تونه از صبح و ز شام آزادند
 صبح شام آمده گنگونه و شام غایب فام
 صبح صادق پس کاذب چه کند بر تن مهر
 زابنوس شب و روز آمده بر رفته مهر
 لعب و همت چو تضعیف حساب شطرنج
 که کند خاک درین کاسه مینای فلک
 غلطم خاک چه حاجت که چوبه درنگرند
 خاک خواران ز فلک خواری بیند چو خاک
 بگذریم از فلک و مهر در کعبه ز نیم
 ما و خاک پی داوی سپران کز تف و نم

تا دل زنگ پذیر آئینه سیما بیند
 کز نم گرم دوم سر و صفا بیند
 دیو راه زدن روح چه یار بیند
 که بدست همه تسبیح شر یا بیند
 کاتش دل زده در قبه بالا بیند
 انترانی که چو تسبیح محب را بیند
 کال رواء جامه احرام سیما بیند
 که دل از مهر چه دور نگیت شکید یا بیند
 رو که عرواں نه بدین رنگ نال بیند
 چادر سبز در دناژن رسوا بیند
 دوسته تا کالت سطرنجی سودا بیند
 گر چه پایاں طلبندش نه بهانا بیند
 که از دانتش بر زهره و جوزا ما بیند
 همه خاکبست که در کاسه مینا بیند
 خاک بر سر همه رانچ مگو تا بیند
 کین دورا هم بدر کعبه تولا بیند
 آو شان مشعل دارد فرقه سقا بیند

باره و واقعه و اقصای راه شویم
 بادی بگردان بجز باران چو حباب
 از نفاچه بسراه معونت یابند
 گر مگای که چو وزخ و دماز باد هموم
 قرصه شمس شود قرصه ریوند ز لطف
 چرخ تاج صفت شیشه کافور شود
 علم خاص خلیفه زده در لشکر حاج
 باز درین زیرایت و دستار چیر
 تاج زرین بسرد دختر شاهنشاه زنگ
 ز می از خیمه پرا فلاک و ز بس فلک زر
 سالکان راستاره باوید و بلیز خطر
 همه شبهای غم آبستن روی پرست
 خوشی عاقبت از تلخی دارو یابند
 بر شوند از پل آتش که آتیش خوانند
 بگذرند از سرموی که صراطش دانند
 حقیقت الجنه همه راه بهشت آید خاد
 حقیقت النار همه راه سقر گلزار است
 که ز برکش برکت بر گشته سینا بستند
 قبه سیم زده علمه و احیا بستند
 در غریبه به لب چاه مورسا بستند
 قف با حورا حیات نکست حورا بستند
 بر تافته جگر ایام قاف گریا بستند
 که زانفانی مریدان دم مهرما بستند
 چرخ شاهیست کز و ما شب آرا بستند
 آفتابی بشت آراسته عمارت بستند
 باز پوشیده بگیوش سراپا بستند
 بر سر هر قلکی کوکب رختا بستند
 لیک ایوان امان کعبه علیا بستند
 پوست روز بچاه شب یلدا بستند
 تابش معنی در ظلمت اسما بستند
 پس ای صحرای فلک جای تماشا بستند
 پس سوخته جنت ما و ایا بستند
 پس خارستان همه گهر رنما بستند
 باز خارستان سر تا سر صحرای بستند

شوره بیندیره پس بسر چشمه رسند
 آب ابرست کرد و شوره فراق انکارند
 قریع است که در باغ دل راه امید
 تخم کاینچا فکشی کشت تو آنجا روند
 بدولی درونیکی چه کنی کابل نیاز
 تشنگانی که نه خون شیر شوند از می عشق
 دیو آرزوادی محرم شوند و ناله کوس
 گوسفند فلک و گاو زبیر را بینا
 پی نشمار کرده چرخ گوش همه شیر دلال
 آسمان در خرجه کعبه کبوتر وار بست
 آسمان کوز کبوتر و سه په کبوتر ماند
 این کبوتر که نیارد ز بر کعبه پرید
 شقه کبوتر کعبه فلکش می خوانند
 روز و شب را که باسل ز جیش دردم آرند
 حبشی زلف دیمانی رخ و رنگی خال است
 جال فشانند بران خال بران حلقه زلف
 کعبه بیند ز سر حلقه در حلقه زلف
 مشتمی عاشقی آل زلف شرح و حال سواد

غوره یابند بر ز بس می حمر بینند
 تاب مهرست کرد و غوره منقا بینند
 بشوره و غوره با چشمه و صهبای بینند
 جوی امر و زکنتی آب تو فردا بینند
 نیک راهم نظیر نیک مکافای بینند
 دل در پاکش سرست چو دریا بینند
 چو در بر عیش لریزه ز آدا بینند
 حاضر آرند و قربان مینا بینند
 راه تنها شده تا کعبه به تنها بینند
 که با فلش بدر کعبه مسما بینند
 بر در کعبه معلق زن و دروا بینند
 طیرانش نه ببالا که به پنا بینند
 سایه جامعه کعبه است که بالا بینند
 پیش خاتون عرب جوهر و لالا بینند
 که چو تنکانش تنق رومی و خضر بینند
 عاشقان کال رنخ زیتونی و زیبا بینند
 لفظ طارنش ازاں صخره صفا بینند
 که چو گردنش سر اسیمه و شیدا بینند

گفتی آن حلقه زلف از پیر پیدت چو شیر
 کعبه ویرینه عروسیست عجب نه که برد
 حلقه زلف کن رنگ بگرداند لیک
 عشق بازان که بدست آن ملک حلقه زلف
 خاک را آن که بر آن سنگ سپوسه زنند
 از پس سنگ سپوسه زدن گاه دوان
 گر بکمال فلک و نور محسبند دیدند
 خاکبان جگر آتش زده از با و مسموم
 معطفی پیش خلائق فگن رخوان کرم
 عیسی از چرخ فرو آید و او پس از فلک
 خاص گال بر سر خوان گرسن دم زنند
 ز خرقان رنگ نماید سر سبایش ولیک
 عقل و اله شده از فر محمد یا بن
 عقل و جان ست بیاسین چو یخچین
 او گرفته ز سخن روزه و از عیبت خاش
 شیر مردان بگریش سگ که فاند همه
 سرمه دیده و خاک و بر احمد سازند

که و خالش سی عنبر سارابینند
 زلف پیرانه و خال رنج برنا بستند
 خال را رنگ بهان غالبه گونا بستند
 دست در سلسله مسح اقصی بستند
 نور در جوهر آن سنگ معیا بستند
 چشمه خضر ز خلایک مفاجا بستند
 در مدینه ملک عرش معلای بستند
 آنچو خاک در حضرت اعلا بستند
 که مگس را وی از شمشیر غنقا بستند
 کین دور از له خورب ه طابا بستند
 زاله اباها که برین خوانچه و نیا بستند
 گوشت سگ مگس است آنکه ز سگبا بستند
 طور پاره شده از نور تجلا بستند
 یا چونول از قرش دور کنی تا بستند
 صاع خوابان ز کوه آدم دعا بستند
 اینست شیران که مدوزانش همجا بستند
 تا نقای ملکات لعش معالی بستند

حضرت اوست جهانی که شب و روز جهان
 و ادخواهان که زبید او خاک ترسانند
 بنده خاقانی و درگاه رحل اعدا زانکه
 خاک مشکین که درگاه رحل و دوست
 مصطفی خاطر و حسان عجم روح ساری
 گرچه حسان عجم راهمه جاجاه دهند
 گرچه در لفظ سیه چهره توان دید و لیک
 لان ازال روح توان و که بچشم نکست
 یادش آمد که بشرواں چه بلال و دوچه دید
 یسکه دید آفت اعدا زنی انس و یال
 موسی از بهر صفورا کنش آتش خواهی
 ز فریب فلک از رده دلش خوش نشود
 کی توان برد بجنه مازدلی گس نصه
 سخنش معجزه دهر ازین به سخنان
 چون تسکنت بحبل الله زاول دیدند
 حبیبی الله و کفنی آخراتش بینند

در توصیف و مدح شاه خلائق پناه خود گوید

صبح ز مشرق چو کرد بفرق هور آشکار
خنده ز داند رهاو ابرق او ابردار
بود چو گوگرد سرخ کز بر چرخ کبود
داوس خاک را گوته در عباد
خشم و عین از افق آئینه چین نمود
زائنه چرخ رفت زنگ شنه زنگبار
در سپهر ماه راند تیغ زدوده سپهر
بر کف کوه دوخت دست سپید غبار
شمارم از دست این رخ بدست سماک
ماه ز مشرق نمود مسره ز آشکار
ظل صنوبر مثال گشت بمغرب نگون
تا نلکه ناگهان باز سپهرش آشکار
داغ غراب زمین روی بسوی غروب
نکبت باد سحر قیمت عود قمار
سوخنده شب مشک نازالتش خورشید
برقع زرین صبح چرخ برانداخت و کرو
نیش زن آسمان خاک سپه پوش را
آصف حاتم سخا اخف سبحان بیان
کردم بتور چو روی رای زن شهریار
یکجی خاله عطا جعفر بارون شعار

نعت نبی صلی الله علیه وسلم

دل من پر تعلیم است و من طفل زباندنش
دم تسلیم هر غمخیز و سوزانود بستانش
زهر زانود بستانست و هر دم لوح تسلیم است
نه هر دریاضد فداست و هر دم قطره فداست

بهر زانو دبستان است چو کشتی نوح آفر
 خود آنکس را که روزی شایسته است از درگاه
 زمره دایم دبستان است هرگز جنبه در می
 دبستان از سر زانو است خاص آن شیر می را
 کس که روی سگ جانی نشیند و پس زانو
 کس که کین خضر معنی راست در خیمه چو پستی
 همه تعلیمش آریانی که خاموشیت تا ویش
 مرابرج خاموشی الف با تا نوشت اول
 سخت از من زبان بسته که طفل اندر آمو
 چو اندم نیربان چنانی جان درین میدان
 چنان در پرتو تلقین مرا بگذاشت کا ندر من
 بگوشت من فرو گفت آنچه که نسخه کفم شاید
 بنشتم ابجد تجرید و پس چو نشتره طفلان
 چو از بر گردم این بجه که هست از منی مهرش
 چو دیدم کس دبستان است کلی علم ناوانی
 ز بهر تحصیل دانه ای که سوی خود شتم ناوان
 چو طوطی کا سینه معبد شناس خود توفیق پے

که طوقاں جوش در داوست چو کوه انباش
 ز تا کعبش بود جودی ولی تا ساق طوقاںش
 به هر دم چار طوقاںست در دنیا دار کانش
 که چو سگ و پس زانو نشاند شیر مردانش
 بز انوش سگسالال نشسته نیست تا مانش
 کف موی و آب خضر بینی در کربانیش
 به تعلیمش شکالی که ناوان نیست بهایش
 که در دیر زبانست در خاموشیت مانش
 چو تایش بنیریاں باید به چوای بر لب زبانیش
 که تا چو نای سوئی چشم چشم دم بغیر مانش
 ز شیطان طرد و سوا سمش ز نو مانع عیاش
 صحیفه صفحہ گردول دود و جرم کیوانش
 نگاریم بسمت زور در شاکه چهره نرمانش
 زیاد دم شد معانی که هستی بود عنوانش
 بهر انجم حفظ جزوی بود شتم زاب نیایش
 که آگشتا دانا بود چو من کرد نادانش
 ز خود و خود شود حیران کن حیرت بخوانش

درین تعلیم شمر و بنوا بجد ہی خوانم
 بنورم عقل چون طفلان هر باز بچید
 نظاره میکنم و یک درین هنگام طفلان
 به پایال انداز برنگار کاینکه در آخر شد
 خردنایک است از طبع زال جز رشکم حیرت
 خرد بر راه طبع آید که مبد نفس موسی را
 بادل نفس چون زبور کافرا شستم لیکن
 مگر میخواست تا مژده شود نفس از سر علوت
 میان چار دیواری بخاکش کردم و از خول
 که گوشتنگال باشد بخول اندوخته شود
 ترسم زانکه نباش طبیعت گوشتنگال
 ز گوشت نفس اگر برست خار الحمد لله گو
 مرا هست چو خورشید است شاهنشاه انداختا
 بلای خود هست و روش چون خورشید باید
 سلیمان است این هست بلکه خاص در پیش
 دوست یعنی جهان جان فتاده در کعبه
 ز نهفته بکنند دل بود تحت خرد و تاجش

نار انم کی رقوم آموز خواهم شب بدویش
 کاین نارنج گول خفته بانی کرد حیرتش
 که مشکین مهره آسودست نیلی خفته گردانش
 بود هر جا که هنگام است شب هنگام پایش
 چو موسی زنده در تابوت زال دم زندانش
 گذر خیل فرعونست ناپااست زایشش
 باخریافتم چون شاه زنبورال مسلمانش
 مرا این سر چو پیدایش بریدم هر چه پنهانش
 سر گوش با ندوم چو تلقین کردم پایش
 ولیکن زاندر دل باشد بشکال لوده زندانش
 که مناب شریعت را شب کردم گشایش
 بروی سوخار دیدستی دژل جوی گشتانش
 که چرخ زیر رانست سر عیسی است برانش
 که سامانش همه شاهیت او فایز سامانش
 که کوسن بیبی لی میزند از پیش اویش
 دو سگ یابی نیاز و از بسته پیش دریش
 نمی نرسد عاقبت از انرا زنده اندیش

دوستان فکر و الهامش در تبارش و فتنش
 نه چو بیال به از وجودش کرده طاعتش
 ز هر طبع تسلیم بهیختخت حبیبش
 چو در میدان آزادی ساری آرزو کردی
 دلم قهر مشک داشت به چو خال ز زبونش
 نه خال عسکرت آسایم زده پیرانش
 نه چو مایه درون سوغه بیزل از دم بخش
 بفرم پیش شاهنشاه هست تا زمین بوسم
 بویا میخواست تا دصف بالا همسری جوید
 بخوان سلوک پیشان خود حاجت نبود آنجا
 بدستم دوست کافی داد جام خاص خورشید
 کس کس نزل منزل دیگر نیست تحویش
 مرا چو دعوت عیسی مست عیدی بر مال دل
 مراد گفت گنج فقر داری در جهان فکر
 بن دهمان شبستان کن بشرط آنکه هر روز
 چو بر دنداسپ عمرت را عوانان فلک سحره
 نیای جو خنوری را که دولست بگش

دو قی نفسی ماش و سحری چرخ و کیوانش
 نه چو خاقان جیس از ظلم تاجی کرد طعنانش
 بر سر مرکب خلاص لعل از تاج خاقانش
 سر مال بودی گوی پای عقل چو کاشش
 بدولت داده در بنام و در دل نعمت فرادانش
 درون پیرانه و بر خوال گس بهیندیریش
 نه بیرون چو صدق عجز در دل سوزن گش
 بشارت کرد دولت را که بالا خوان بندش
 گرفت دست و افکنم بصفت پاک جانش
 که شکم خوش نمک بود و درخ زین نمکانش
 که خاک جریه چسبند خضر جریه جانش
 کس کس نقل و مجلس یافت حاجت لیلیش
 دلم قربان عبد فقر و گنج کا و قربانش
 نعم مهر دیده کس چه باید قضا معانش
 بساطی سازی از رخسار و جادوی زرقانش
 چه جوی زین علفی که خط افتاد در خاش
 نه بینی نال تنوری را که طوفان کرد ویرانش

بیدیری جو گنج گیتی ندارد جو درین خرمی
 چو صحرای میحنت باغ غلی نه مژدند دستارش
 فلک هم تنگ چشمی دل که بر خول دفع هم از
 نترسی زین سبک بلقی که درنده است پیش از تو
 بچرخ گندناگون برومان بینی و یک خوشه
 برین نال ریزه با منکر که شب دارد برین غره
 نماز مرده کن بر برص لیکن چون مضوسازی
 و اگر گویم پیغم کن بجای چو کنی کایجا
 سنا و تن پریشان را گل خندان گلشن دال
 سگان آزار عیست چو میر تو خواه سازد
 نعیم پاک بستاند جو گرد آلوده بسپارد
 درین خاکش دانستی که در گلشن چه افزاید
 بگو با میر کا ندر پوست سگداری و جیفه هم
 کشف در پوست میر و لیک افی پوست بگذارد
 سلیمانی مکن دعوی سخت این یوانسی را
 چو جان کار فرماییت ببارغ قدس خواهد شد
 که خوش نبود چو شاهنشسته ز غرمت و اهلکاید

خرچون ترک جو گفستی سبک جوانان بهقانش
 چو دزد و قاتل و درباری نه خزانده پالانش
 ز روز و شب و سگ استیست میسالار و دانش
 بسی شیران نال خای پی کو سست و ندانش
 که یک یک تراکشیز نمایدان و مانا نش
 که از دیروز و عیسی ست خشکاری و دانش
 کبی آبی ست عالم را و در حوض اندر کاش
 بخون کشته گال آلوده شاخک بیانش
 درون سوخت ناپاکی برون سود و مباحث
 تو شیر روزه میار و مبین در سبع الوانش
 نه شرم از ابد است آید زنگ از ابدتانش
 نه چندین خوردن خون زان خون حیوانش
 سگ از بیرون در گرد تو هم کارگر دانش
 تو کم زافعی نه در پوست چو نندی بجایش
 بکش یا بند کن یا کار فرمایا برون دانش
 حواس کار کن در عیس تن گذار و برانش
 بمانده خاکی گال در بند و فلک و دیوانش

سفر بیرون ازین عالم کن بالای آن عالم
 دو عالم چیست دو کفه است میزان شیت را
 زنی باشد هر مدی کرد دو عالم خانه سازد
 ز خاک پاسه مردان کن چو تخت حاسبان چنان
 نه درویش است هر کش تاج سلطانی کند شعبه
 و گر صفت خاص بینی در درویش سلطان دل
 نه و سلطان درویشان نصرت احمد مرسل
 چو درویشی بدرویشان نظر کن که قرص خور
 سخاوت هنگام درویشی فرمول ترکین شلخ زور
 سخاوت جزا کردن ربا خوار است در هر دست
 ز مدگر نیکوئی نماید تو بندش زافریش نه
 اگر چه نخل قوی نوش آفریش هم دارو
 میا اگر توانی دست ازین آلاش دنیا
 همه کش عاشق دنیا و مافانغ زعم ایرا
 بدین اقبال یک هفته که بفراید مشو غره
 بچالاکي پیرید انجیسر منکر و منیسال
 ز چرخ اقبال بچالاکي اسی او را و هم

که دل زین برود مستغنی است بیزنی و انش
 ازین دو کفه بیرون است هر کوهست در انش
 که ناسید است و نه کیون که باشد خانه میرزا
 و گزینج زرت بختی سر اندر دزد و مستانش
 که درویش آنکه درویشی و سلطانیست یکش
 که خاک پای درویشی نماید تاج سلطانش
 که از لون و نقلم فخر است و مشور فقرانش
 بهر با نال بهر زلفت و خود بسیند عریانیش
 چو درویش خزان گردد و پدید آید زلفش
 که یک پدیهی و انگه جز انجانی زدنش
 که معزور است با را نیست چو نخل انجانش
 توان منکر کلاه و بر کلاه مدحی در شانش
 که ریاست است و استیجاست آلودست شیطانش
 نم عشوق سگ دل است عشاق سگانش
 که نه و ماه دو هفته است که از درویش نقصانش
 بهر افتادگی بهر که بینی ماه آبانیش
 که بهر مد تو هست با او بار سر طانش

بقای نیست هیچ اقبال را چند از موستی
 بترس از تیر باران ضعیفان و گمین شب
 خد کن زاده تسلومی که بیدارست بخول باران
 و تعجیل قضای بد پناهی ساز کاند رپه
 چونین داری نذر چرخ پناهی پناهی پنا
 تو همچون کیم قمرستی و خسته دلتش از روی
 سگی کردی کنه لاله میگو که پشیمانی
 اگر پیری که مردن چو بنیده خندانست
 ترا از گو سپندی چرخ دنیای نهد و نبه
 رقمهای کاند زرقه موزرات از نجیب
 زین دایره است تو طفلی که شیرش خورده و نیت
 خور باوه کمال خونیت که ز شخص جوانمردان
 زین از شهن جباران چون غلام رعنا
 خراسان ز حرم بودی بهین کعبه ملک شاست
 قدر خاں مرد چو قتی نموی خود سمرقندش
 ملک شته بنا آتش بود و رفت آن پسر و تیش
 نیر بهر شمشول بر اول گور خاں آهسته

خود اینک بقا مقلوب با قبال است بر خورش
 که هرگز ضعف نالان ترقوی ز زخم بریش
 تو شب خفته بهایی که سیل یار بارانست
 بکمال فکند داری که لوز و عرش افقش
 که رستم درمین ست و ننگی زیر خفتانش
 چو گرمی کال شب با بهین بیدار و لالانش
 که سگ هم عفو میگوید دل شد پشیمانش
 که طفل اینک که میرا بهی بیند گربانش
 تو بر گاو زین برده اساس قصر و بینانش
 رموز لوح خفوت است اگر خوانی با یقانش
 همه خون نوزان نسری که خود وستی ز پشانش
 زین خود دست پیر دل داده از خاک رسانش
 در دل سوخت گورستان بزرگست بانش
 سمرقند ار فلک بودی نمین اختر قدر فانش
 ملک شته رفت چو روزی نگریذ خود خورش
 کنول خاکستر و خاکست بماند در صفایش
 شب بخور از دامن تانک از دامنش

ز به دولت که امکان بدایت یافت خاقانی
 توئی خاقانیا طفلی که استاد تو دین بهتر
 بدایت زایل دین آموز و قول فلسفی مشید
 فرائض و روز و سنت جو سوال آموز و مذربال
 نمازت را نمازی کن بهفت آب نیازانی
 نمازی نیست اگر چه بهفت دریا اندرون آرد
 فقیهی بر ز فلاطون که انکشت چشم درو آید
 نمازی که بر سه علم آرد فلاطون پیر و زن نیاز
 و کون امر و دوزخ نیست کمال شریعت را
 به بندار کحل دین خواهی که چوین تنه هاون
 به به گیتی ست بانگ هاون را نشنود و خواهد
 فلک هم هاون کحلی است کز سه رنگون گوئی
 المار شح من القصاد الطول کوره الاسفار و مذکور الاشجار خوان بر دوش
 معظمه انشاء کرده و در وصف مناسک و شاعر جج مختص بحد نور و جمال الدین
 موصی که محارم بود و این قصیده گفت آنجا که درایت کرد اهل عرب بر تو نشسته
 صبح از جمل فلک آه بخت خنجرش کی بخت که ادیم شد از خنجر زرش

کنون صد فلسفی فلسی نیز و پیش از کانش
 چه جای نژد و استا بهست باز و پشت و پیش
 که طوطی کال ز بهند آید بخوید کن خزان
 بجای حبست و کال کال قلیس کنست امرش
 نمازی که سچین نبود و جنبه انداختنش
 کس کاند پرستش هست هفت بار ام کانش
 یک کمال کمال به ز صاع طار که کانش
 که یکدم چار رکعت کرد و حاصل شد و جیش
 که خود کحل الجواهر یافتند انصار و اعوانش
 به پیش آنکه او را چندان اول کوب کانش
 که سیاه خلالت ریخت اندر گوش خدانش
 که منع کل سائی را نمودن کرد و زین سانش
 المار شح من القصاد الطول کوره الاسفار و مذکور الاشجار خوان بر دوش
 معظمه انشاء کرده و در وصف مناسک و شاعر جج مختص بحد نور و جمال الدین
 موصی که محارم بود و این قصیده گفت آنجا که درایت کرد اهل عرب بر تو نشسته
 صبح از جمل فلک آه بخت خنجرش کی بخت که ادیم شد از خنجر زرش

هر پاسبان که طره بام زمانه داشت
 صبح از صفت چو یوسف و منیمه در تریخ
 شب گیسوان کشاده چو جادو زنی به شکل
 گفتی که نعل بود در آتش نهاده بام
 شب را نماند حامله خاور چراست زرد
 شب عقد عنبرینه گرد و لافرو گست
 آنکه عروس روز پس حجله مختلف
 زان پیش کیس عروس برهنه شود علم
 گوئی که مرغ صبح زرد زیورش بخورد
 مانا که محرم عفاتست آفتاب
 هر سال مجرمانه روا گیرد آفتاب
 بل قرص آفتاب بصاحبون زند مسج
 بینی بموقف عفات آمده مسج
 پس گشته صد هزار زبان آفتاب وار
 نشگفت اگر مسج بر آید ز آسمان
 کام و ز حلقه در کعبه است آسمان
 بل حارسیست بام و در کعبه را مسج

چو طره سر بریده شل از تخم خورش
 بیکران چرخ دست بریده برابرش
 بسته زبان زد و دلو گاه مجر شش
 مشهور شد چو شوزن دود افکن از برش
 کابسته دلیل کند روی اصفرش
 تا دست صبح غالیه سایید ز عنبرش
 گرد و نثار ساخته صد عقد گوهرش
 کوس از پله زفاف تا کنون نو اگرش
 که خلق مرغ می شنوم بانگ زیورش
 از طلیسان مشتری آمد میزش
 کاحرام را برهنه بر آید ز خاورش
 کاحرام را از ازار سپید است در خورش
 از آفتاب جامه احرام در برش
 تا نسجه مناسک حج گردد از برش
 آرد طواف کعبه و گردد مجاورش
 حلقه زمان خانه معمور چاکریش
 زانست فرق طایم پیروزه نظرش

چو پاک زند مسیح مگر زان بگماشتند با صورت صلیب بر ایوان قیصرش

المطلع الثاني

سرحد بادیه است روان باش بر سرش
گوگرد و سحر و مشک سیخاک باد است
نان زمین ست کعبه مگر نافع مشک است
خونریزی دیت شمر بادیه که هست
در بادیه ز شمه قدسی عجب نه بست
از سمره و ز پیر ملائک بهر دو گام
در یای خشاک دیدی کشتی دران و ان
در یاس پر عجا ئت ز اعاب موج زن
وان کشتی رونده تر از باد بان چرخ
لنگر شکوه باد کند و فاع بس چرا
چون سوار دیده نه بر نبات نعش
پشتش نبات نعش دو پیکر سوار او
گیسوی حور و گوی ز کجانش بین بهم
ماند کزاده حامله خوشن خرام را

ترياک روح کن ز سموم معطرش
باد مست زاده ز خاک مطهرش
کاند سموم که دانه خشاک از فشرش
عمر دوباره در سفر روح پرورش
گر بر دمد ز پنج ز قوم آب کوثرش
مها متان دو بسته دوستان خضرش
بان بادیه نگه کن و بان ناله بنگارش
از حله با جزیره و از مکه معبرش
خوش گام تر ز زورق می چار لنگرش
در چار لنگر ست روان باد صحرش
ناله نگر کز او و هم جنت از برش
ماهی دگر سوار شده بر دو پیکرش
دستار چه کز او و ما و دورش
اندر شکم دو بچه پانده محشرش

اندر میاں چو تاد و نطق کرده مصممش
از آفتاب چهره چو سیخ مکر درش
از دور دست و پای نجیبان بر سرش
کوہ گراں که سیر بود در زخمش
در چشم سوزنی بثل جسم لایعزش
هم رقص و هم سماع همه شب میسرش
در و هم نفخ صور بهی شد مصورش
گفتی که صد هزار فلک شد مشریش
چون شب کنایه آفتاب بنی تاج بر سرش
والی قصه هر که گفت نکردند بارش
امسال چون فرات روداں چند فرزش
چیموں میل کرد بران خاک غبرش
نقش الحیر نمود بران کوہ و کردش

یابی مسلم دونون مرلج کما شسته
وال سار بال ز برق سربا برگرد چشم
چون صد هزار لام الف افتاد یک بیک
وادی چو دشت عشر و کجی روان چنانکه
ملک آل چنان شده به تنصیفی که بگذرد
چون صوفیانش بار کشی پیش دقوت کم
هرگز جلاجل و جرس آوازی شنود
صحن زمیں ز کو کبه بود آسپخانک
وال بود ج خلیفه متوج نیاہ زر
سالی میان بادید دیدند سر غری
باور کنی مرا کہ بدیدم به چشم خویش
غنن بود حاج را کہ مگر آب چشم من
یا شمع ابدار من از دست روزگار

المطلع الثالث

طلوش چو عرص جنت حدیث اکبرش
فراش جبرئیلش و چاروب شهیرش

اینک موافقت عرفات ست بگلشن
در لیلہ دار ملک الہی ست صحن او

نور الله از قف نفس و آه مشعلش
پوشیدگان خلعت ایمان گراست
گردون کاسه پشت چو کفگیر حلقه چشم
از اشک شاں چو سیب گذر با منقش
از بسکه دود آه حجاب ستاره شد
بل شمع هفت چرخ گذران شود چو دم
جبرئیل مخاطب عرفات ست روز حج
سر مست بختگان حقیقت چو بختیان
با هر پیاده پای دوا سپه فلک دوال
در پای هر برهنه سر به خضر جانفشان
تا پشت پای بود لوای ملک ششی
خاک منازگو هر تر موج زن چو آب
آورده هر خلیل و لے نفس پاک را
استاده سعد زانج و مرتج زیر دست
گفتی ز انبیا و ائم هر که رفته بود
قدرت رحم کشاده و زاده جهان تو
ز مزم زبان دیده یعقوب آده آب

حزب الله از صف ملک انس عسکرش
ایمان صفت برهنه سران در معشرش
نظاره سوی زنده دلان کفن ورش
وز بوسه چو ل ترنج حجر با نجد رش
بر هفت بام بست گذر با چو شمشادش
از بسکه نف رسد ز نفسهای بی بیش
از صبح تیغ در جیل الرحمه منبرش
نه ساقی پدید نه باده نه ساغرش
سلطان یک سواره گردول مسخرش
نعلین پای هم سرتاج سکندرش
همت به پشت پای زده ملک سحرش
از چشم هر که خاکی و آبی ست گوهرش
خون ریخته موافقت پور با جرش
علق حمل بریده بران تیغ احمرش
حق کرده در حوالی کعبه مکرش
بر ناف خاک ناف زده ماده و نرش
یوسف کشیده دلو ز چاه مقمرش

بل کافتاب چرخ رسن تابا زان شده
تا هم بدو چرخ کشر آب اخترش
وان کعبه چون عروس کن جاذبه رو
بوده مشاطه بسزا پور آفرش
خاتونی از عرب همه شاهان غلام او
سمعا و طاع سجده کنان بهفت کثورش
خاتون کائنات مربع نشسته خجیت
پوشید حله و ز سر افتاد معجزش
اندر حریم کعبه حرام ست رسم عیه
صیاد دست کوته و صید یمن از سرش

المطلع الرابع

من صید آنکه کعبه جانهاست منتظرش
با من پیای پیل کند جنگ عهرش
صد پیل وار نخواهم از رخ شک از آنکه
مشک است پیل بالا در سنبل ترش
دل تو سنی کجا کند آل را که طوق وار
در گردن دل ست کعبه معبرش
نقدست سر خروئی دل با هزار درو
از تنگی کند نه از وجه دیگرش
خاقانی ست هندوی آل هندانه زلف
وان زنگیانه خال سیاه منورش
چون موی زنگیش سیه کوته است روز
از عشق ترک هند و آشوب گسترش
خاقانی از ستایش کعبه چه نقص ویدر
کر زلف و خال گوید و کعبه برابرش
بے حرمتی محمود نه حکیمی که گاه درو
زند مجوس خوانده مصحف به پرورش
نی نی بجای خویش نشیدی همی کند
نفیست از آن جگر کعبه است دلبرش
نال سیاه او حجر الاسود ست از آنکه
ماند بحال و زلف کج حلقه و رش

سنگ سیاه نخواست جگر لکعبه را از آنکه
 گوئی برای بوس خلایق پدید شد
 خاقانیا بکعبه رسیدی رواں بپاش
 دیدی جناب حق جنباندر شوازانکه
 با آب چاه کعبه وجود تو حیض شد
 این زال سر سپید سیاه دل طلاق ده
 تا حشر مرده ز لیت و جنب مرد هر کس
 کی بدترین حایل شیطان کن طلب
 خورشید را که بر لیس مریم است جلالت
 از چنبر کبود فلک چو لرسن پیچ
 اول فصول دمد فلک آخر گلو برد
 اول برفق وانه بپاشید پیش مرغ
 سوگن رخور بکعبه و هم کعبه داند آنکه
 شکر جمال گوی که معمار کعبه است
 شاه سخن بگذشت شاه سخا رسید
 طبع و زبان چو تیر خزر و دیده تیغ هند
 آری منم که رومی و مصریت خلعت

خوانند و نشان همه خورشید است
 بردست راست برین مهر پیمبرش
 گرچه نه جنس مشکشست این محقرش
 کعبه مطهرت جنب خانه مشمش
 هم ز آب چاه کعبه فرو شوئی کیمرش
 اینک بسین معائنه فرزند شوهرش
 کین شوخ مستحاضه فرد شد بر بسترش
 آنکس که با حامل سلطان بود برش
 جای سها بود بهر نعلش و دخترش
 مردی کن و چو طفل بروں چه خبرش
 آخر برنجی ارشوی اول فصول خوش
 چو صید شاربقر بر بند خنجرش
 مثلث نبود هم نبود یک ثنا گرش
 یارب چه کعبه وار عزیز و معمرش
 شاه سخن ز فلک دید بر ترش
 از دم شاخ جوشن از مصر منقرش
 ز آنکس که رقت تا خزر و هند خبرش

صبح و شفق شدم سر و تن را طلس و قصب
 یک خانه دارم از زر کنی و جعفری
 بر تلج آفتاب گشتم سر ز طوق او
 دیدم که سیات جمالش نکرده صید
 سلطان دل خلیفه بهم خوشنقش زانکه
 در حضرت خلیفه کجا ذکر من شدی
 ختم کمال گوهر عباس مقتفی
 از مصطفی خلیفه و چون آدم صفی
 انصاف ده که آدم ثانی ست مقتفی
 از خطا کردگار ملک راست مختصری
 در دست روزگار فلک راست و قبری
 بوبکر سیرت و علی علم تا ابد

زانکس که آفتاب بود سایه فرمش
 زانکس که رکن خانه و بن اند جعفرش
 بر ابلق فلک فکرم زین باسترش
 زان رو بگردم این احسانت موفرش
 سلطان پدر نوشت و خلیفه برادرش
 گریستی درد زکرامات مظهرش
 کاغذ یافت جوهر آدم و جوهرش
 از خود خلیفه کرده خدای گرو گرش
 و طینت ست لورید الله محمزش
 المقتفی خلیفتنا مهر مختصرش
 المقتفی ابو الخلفا نقش و فشرش
 من در دعا بلاش و در حکم قهرش

فی نعت النبی صلی الله علیه وسلم

هر صبح سر ز گلشن سودا بر آورم
 چو طلیسان چرخ مطر شود بصبح
 بر کوه چو لعاب گزاف افتد بصبح
 وز صبور آبر فلک آوا بر آورم
 من رخ به آب دیده مظهر بر آورم
 بموئے که زام و ارباب بصر بر آورم

از اشک و غول پیاده دازدم کنم سوا
 خود بے نیازم از حشر اشک فوج آه
 اسفند یار این دژ روئین منم بشرط
 بس اشک شکرین که فرو بارم از نیاز
 لب را حفوظ زاه معبر کنم چنانک
 قندیل ویر چرخ فرو میرد آل زماں
 دلمای گرم بت زده را شربتے کنم
 هر دم مرا به عیسی تازه است حامله
 زین روی چوں که امت هر یک بیان عمر
 تردا مناں که سر بگریبان فرو برند
 دل در مغاک ظلمت خاکي فشرده شد
 رستی خورم بجوانچه زرین آسماں
 فی فی من از خراس فلک در گذشته ام
 چوں در تنور مشرق پزد نان گرم چرخ
 آبستم که چوں رسد بوی نان گرم
 آب سیه زنان سپید فلک به است
 آبای علویند مرا ختم چوں خلیل

غوغا بهفت قلعه میت بر آورم
 کال آتشم که یک تنه غوغا بر آورم
 هر هفته بهفت خوانش به تنابر آورم
 بس آه عنبرین که بعدا بر آورم
 رخ را و عنو با شک مصفا بر آورم
 کال سرد یاد زانش سودا بر آورم
 زان خوش روی که صحیرم آسای بر آورم
 زان مرد می چو هر یکم عذر را بر آورم
 از نخل خشک خوشه اخرو ما بر آورم
 سحر آورند و من پیر میضا بر آورم
 رختش بتاب خانه یا لا بر آورم
 واوازه صلا به مسیحا بر آورم
 سر زان سو فلک به تماشا بر آورم
 آواز روزه بر همه اعضا بر آورم
 از سیئه باد سرو تمت بر آورم
 زین نان دهاں به آب تبرا بر آورم
 با آب یا ز نسبت آبا بر آورم

از خاندان مراست دم سربهر عشق
 در کوی حیرت که همه عین آگهی است
 چو نای اگر گرفته دهان دارم چو
 در ساق من چو چنگ بر بند دیده رسن
 باروزگار ساخته رنگم بوی آنک
 جام بلور در خم روئین بدتم است
 تا چند هر صیقل زنگ چسبیده
 تا کی چو لوح نشره اطفال خوشین
 تا کی بر غم کعبه نشینال عروس دار
 اولی تر آنکه چو حجر الاسود از پلاس
 دلق هزار میخ شبان مست و من
 خارا چو مار بر کشم و پس بیک عصا
 در زر و سرخ شام و سحر باده منو
 چو شب از صادق کاذب گزینیت
 بر سوگ آفتاب و فانی پس ابرو دار
 چند از نعیم سببه الهال چو کافران
 شویم دهان کمرص بهفتاد آب خاک

هر جا که محرمیت دم آنجا بر آورم
 نادان نایم و دم وانا بر آورم
 ایندم زرده چشم بهمانا بر آورم
 هم سربساق عرش معلا بر آورم
 امروز کار و دولت نشد ابر آورم
 دست از دهان خم بهدار بر آورم
 خود را برنگ آئینه رعنا بر آورم
 در زر و سرخ حله زیبای بر آورم
 چو کعبه سرخ شقه دیبا بر آورم
 خود را لباس عنبر سارا بر آورم
 چو روز سر ز صدره خارا بر آورم
 ده چشمه چو کلیم ز خارا بر آورم
 تن را بعودی شب بیدار آورم
 تا آفتابی از دل در دابر آورم
 پوشم سیاه و بانگ معتز بر آورم
 کار حجیم سببه ز اسباب آورم
 وانش زبان خاوه احتساب آورم

قرص جوین و خوش نمکی از سرشاک غم
 هم شور بای اشک نه سکای چهر با
 مولو مثال دم چو بر آرد لال صبح
 چو عیش تلخ من بقیامت نبو خوش
 چو طبع من فرو می عیش آرزو کند
 چو عقل را بدست امانی گرد کنم
 قلب ریا بنقد صفا چو بیون کنم
 چو آئینه نفاق نیارم که هر نفس
 آن ره روم که توشه وحدت طلب کنم
 شب بزم ارچه بسته دبانم بگاه صید
 سر زان فرو برم که بر آرم دمار نفس
 صبا کشاده آبی وز لب آتش است
 بلبل نه ام که عاشق یا قوت و ذربوم
 و انم علوم دین نه بدال تا بچنگ رنق
 اعرابیم که بر پی احرامیان روم
 باین نفس نهال همه شیار نیستیم
 اصحاب است دارم بیدار و خفته ذات

به زانکه دم دمیده دارا بر آورم
 کین شور با بقیمت سکای بر آورم
 من نیز سر نه چو نه حنا را بر آورم
 زان حنظل شکر شده حلو را بر آورم
 من قصه خلیفه و سفت را بر آورم
 چو ازده بر سر زد که یا بر آورم
 نسناس چو بنیور حور را بر آورم
 از سینه زنگ کینه به سیما بر آورم
 زان زرم که نام به غفت را بر آورم
 گرد از هزار بلبل گویا بر آورم
 نفس از دهاست هیچ مگو تا بر آورم
 من آب و آتش از زرو صبا بر آورم
 بر شاخ گل حدیث تقاضا بر آورم
 کام از سگان جیفه و نیا بر آورم
 حج از پی رلودن کالابر آورم
 مستم خمال و عریده پیدا بر آورم
 ممکن که سر ز خواب مفاجا بر آورم

تن مرده ایست نفس چو ز گوش بفرش
 صفرا همه برش نشان درون ز خواب
 بنیاد عمر بر پنج دمن بر اساس عمر
 مردان درین چه عذر ننهدم که طفل وار
 در ظاهرم جنابت و در باطنست جین
 دریای تو به کو که مگرش مگاه عمر
 خاقانیا هنوز نه خاصه خداے
 گرد عیار نقد من آلودگی بسی است
 اسال گرد کعبه مراباز داشت شاه
 گرد بخت باز برد کعبه رساندم
 یک ساله فرصت برد کعبه کنم قضا
 حراق وارد فتنه آتش به بوتلیس
 از دست آنکه داور فریادیں مانند
 زعفرانم از مژه در زیر ناودان
 دریای سیه موج زند ز آب آتشیں
 از رشته اگر طلبد نفس یا حزن
 بر آستان کعبه مصفا کنم ضمیر

ناشیش شتر زده هیچجا بر آورم
 چو طفل ترش خیرم صفرا بر آورم
 روزی هزار قصر هست بر آورم
 ازنی کنم ستور و بهر بر آورم
 آن به که غسل هر دو بیکجا بر آورم
 چو آفتاب غسل به دریا بر آورم
 با خاصگان ملوک محاذ بر آورم
 با صاحب محاک چه محاکا بر آورم
 زین حسرت آتشی ز سوید بر آورم
 کاحرام حج و عمره مشن بر آورم
 تکبیر آن فریضه به بطحا بر آورم
 ز او که چو شراره مجز بر آورم
 فریاد در مقام مصطل بر آورم
 طوفان خون ز طحله صابر آورم
 تا پیش کعبه لولاء لا اله آورم
 سر رشته من از سگای قیام آورم
 زو لغت مصطفای قرطاب آورم

دیباچہ سراجہ گل خواجہ رسل
 سلطان شمع خادم لالای اویلاں
 دربار گاہ صاحب سراج ہر زمان
 با قرب قباب قوسین بر خاک و گش
 گر مدحتش بجاک سر اندیبا واکتم
 کے باشد آل زمان کہ رحم باو بخش
 زان غصہما کہ دارم ز آلودگان عصر
 دارا و داورا و ست چہا زین از جہاں
 ز اصحاب خویش چوں بگا کہ فغاند انیم
 دندانم اربسان غرامت شکستہ اند
 سو گند خور و ما در طبعم کہ در تناش
 اسمای طبع من بکلی خنای اوست
 امر ویز کہ شناس مرا بہت کوثری
 فردا من اہ شفاعت او کایاں سہری

کہ خدقش مراد مستی بر آورم
 من سربپای بوسی لالا بر آورم
 معراج دل بہ جنت ما و ابر آورم
 آوازہ دنی فتد لے بر آورم
 کوثر ز خاک آدم و حوا بر آورم
 آواز یا مغیث اغشنا بر آورم
 غفل دریاں خطیرہ علیا بر آورم
 فریاد پیش داور و دارا بر آورم
 آہ از شکستگی سرو پا بر آورم
 وقت شنای خواجہ شنایا بر آورم
 از یک شکم دو گانہ چو جونا بر آورم
 زان فال سعد ز اختر سما بر آورم
 رخت از گوثری بہ ثریا بر آورم
 در حضرت خدای تعالیٰ بر آورم

قصیدہ در صفت خاک شریف کنیز از سر بالین رسول صلی اللہ علیہ وسلم آوردہ بود

صبح وارم کا تنہائی در نہاں آوردہ ام آفتابم کردہم عیسیٰ نشان آوردہ ام

عیسیٰ کز بیت معمور آمده و ز خون غلده
 پس صلا ی خشک بے پیران تاج من که من
 طفل ذی مکتب برومان من ز مکتب آمده
 گرچه عیسی و امانیجا بار سوزن برده ام
 رفته زین سولاشه زیر زانو بین کنون
 از نظاره معوی راجانی و کز هر مومرا
 من نه پیل آورده ام بس بس نظاره که بفر
 در کشاده دیده ام خرگان ترکان فلک
 از سفر می آیم و در راه صید افکنده ام
 گر سواران خشک تو سن دکنند آورده اند
 چشم بدور از من و را هم که راه آورده عشق
 بسکه در بحر طلب حل صبح شصت افکنده ام
 نقد شش دوازده خزان هفت گردول برده ام
 خاک پای خاک بیزان بوده ام تا گنج زر
 خاک بیزی کن که من هم خاک بیزی کرده ام
 دیده ام عشاق ریزان شکسته و از طریق
 اشک من در قفس دل در حال فناء در سماع

خورده قوت وز لاله خوان خوان آورده ام
 هر دو قرص گرم و سرد آسمان آورده ام
 بهر پیران ز افتاب مه و ناله آورده ام
 گنج قارون پس کز انجانبو بیا آورده ام
 کابلقی گیتی جنیت در عمان آورده ام
 طوطی گویاست که بینه دستار آورده ام
 پیل بالا طوطی شکر قشال آورده ام
 ماه رابسته میان خرگاه سال آورده ام
 انیت صبی چرب پهلوی کارمغال آورده ام
 من کند افکنده و شیر زیان آورده ام
 شب روان را سرمه چشم روان آورده ام
 تا دران شصت سبک صید گل آورده ام
 گرچه در نقب افکن حل شب گل آورده ام
 کرده ام سودا بهمن خری زیان آورده ام
 تاز خاک لیس مایه گنج شایگان آورده ام
 آک همه چون سجده در یک سیاه آورده ام
 مرم در مدینه خر و صدمه آلوده ام

زردی زرشادی که شمشیر دل شاد از آنکه
 شمع در دست از نوبت نغمه زردی
 بل نه زان زردم که ترسم هر نیمه همچو شمع
 باں رفیقانشره آبی باز گال آبی بساز
 شو نمک بر آتش فلک که بر نه خوان بهشت
 دزدی و ندان سپیدی بهر باں زلف راه
 گرچه شهاب از سموم راه بهتا برده ام
 راں جبال می دیم از رنجی که دیم زینهار
 دیده ام هر شعله خشمه که بوتر و آب
 چو کبوتر ز رفته بالا آمده بر پای خویش
 سن کبوتر قهیم بر پای دادم هر پای
 ز پیوری آورده ام بهر عروسان صمیم
 لعبتان دیدار کایشان و طفل بهند و اند
 پیر عشق آنجا بهر سی یار میگرد آسمان
 این فراویدی و آن باز افکنی خواهد من
 دیده ام غلوت سراسی دوست در همان پیش
 نیر باں در حجره خاص بر دل افکنده خال

سکه رنج را زرشادی رسال آورده ام
 زردی رو پوشش با سر نشان آورده ام
 کیس سر از بهر برین در میان آورده ام
 کردل و چهره ز کال زعفران آورده ام
 خوش نمک در طبع و شکر در باں آورده ام
 دل چو عود و سوخته و ندان کنان آورده ام
 از نسیم وصل مهر تب نشان آورده ام
 لیک طغرای نجات آن جبال آورده ام
 خورده و لبس جرعه نری در دهان آورده ام
 بسته ز رنج و خط اماں آورده ام
 آن قدر زری که سویی شیان آورده ام
 گوئی از شمع شعاع فر قدان آورده ام
 هم مشاطه هم حلی هم دایگان آورده ام
 من نصیب شانه دانی به گمان آورده ام
 من ز حبیب آسمان یک شانه وال آورده ام
 تن طفیل شایر دل سیاه آورده ام
 من دل جال پیشان نیر باں آورده ام

دل ملک صبح ست قوت او نبوی داده ام
 نقل خاص آورده ام زانجا و یاران بی خبر
 تا خط بغداد ساغر دوست کامی خورده ام
 دشمنان را نیز هم بے بهره نگذارم چو خاک
 دوست خفته در بستان ست دولت پاسبان
 پاسبان گفتا چه داری نور باگفتم شما
 شیر مردان ز بستان کرد نشان آورده اند
 می در او چو درش حلقه بگوش رفته ام
 از نسیم یار گندم گول یکے جو سنگ مشک
 آب و آتش دشمنانک ست من بر شک و ست
 جو به بیای جهان ندیم کز ان جو سنگ مشک
 دل بخدمت ساده چو گور غریبان برده ام
 رفته از ان تجو خورشید فروزا آمده
 رشت بلع قلدر را در بسته بینی بر خسان
 بس طربناکم بدانید این طربناکی ز چیست
 گوئی اندر رجوی دل آبی ز کوش رانده ام
 امرا سفید یارم کال عوسا را رانده

جال پری و ار است خورشید آفتاب سوده ام
 کین چه میوه است از کد این لعل شال آورده ام
 دوستان را در جمله در جیره ان آورده ام
 گر چه جرمه خاص بهر دوستان آورده ام
 من کچشم و سر سجودی پاسبان آورده ام
 کال زردارید و من جال نور بان آورده ام
 من ساک کفم نشان از استان آورده ام
 تاپنی تشریف من تاج کیا آورده ام
 بر دل سونا چشم سیل را آورده ام
 آب و آتش را در قیب مهربان آورده ام
 صد شتر بار تبت در بیخ حال آورده ام
 بهیچ موسی زنده در تالوت از ان آورده ام
 شب ز پری برده روز از غول آورده ام
 کال کلید مرشد در در باد بان آورده ام
 گرد معبود چرخ بخت کامران آورده ام
 یاساباع جان نهالی از جنان آورده ام

باشما گویم نیارم گفت بایگانگان
 اشکارا بر گرفتن گنج فرخ فال نیست
 ز چنین جوهر ز کوفی داد نتوان بهر آنکه
 زاده ام صد جاں بهای گوهر من و بر بند
 کمیت خاقانی که گویم خون بهای جان است
 اینهمه میگویی میت کا ورده ام باری پرس
 تا نرسی من نگویم از همه دزدیده ام
 باز پرس می شرط باشد تا بگویم کین فتوح
 یعنی امسال از سر بایین پاک مصطفی
 خاک بایین رسول الله همه حرز شفاست
 وقت بازوی مشت این حرز نفر و شم کس
 گوهر دریای کاف و لون محمد کنه شناس
 چون زلف ملک سخن مازون از صدر رسول
 ملک در مدح رسول الله توقیع ضامن
 مصطفی گوید که سحر ست از میان من سحر
 ساحرے را که قواره بهر سحر آید بکار
 یک خدنگ از ترکش آن تنه دریای عشق

کین نهان گنج از کلمه این دو مال آورده ام
 من به فرخ فال گنجی در نهان آورده ام
 تاج ترکستان بیا ج ترکمان آورده ام
 در دو عالم داده ام هم را هکال آورده ام
 خوں بهای جان صد قان غل آورده ام
 تاج گنجست و چه گوهر و چه کال آورده ام
 گز در شاپنشته گنج رواں آورده ام
 در فلان مدت ز درگاه فلان آورده ام
 خاک مشک که لوده بهر حرز جان آورده ام
 حرز شافی بهر جان تا توان آورده ام
 گرچه اول نام دادن بر زبان آورده ام
 گوهر اندر کلک در یاد نهان آورده ام
 در سر دستار مشهور زمان آورده ام
 بر جهان مشهور ملک جاودان آورده ام
 کا ندر اعجاز سخن سحر بیان آورده ام
 من ز حبیب همه قواره پرنیال آورده ام
 نزد عقل از بیم چرخ جان تنال آورده ام

حاسد نام چوں نبیند که نذیر جامه که من
 بخت من شمرنگ بوده آنره خنگش کرده ام
 عقل را در بنگیش افسر خدای داده ام
 جان بزرنگش کرده در صدرش بصیقل داده ام
 گرچه همچون زال ز پیروی بطفله دیده ام
 گرچه نیسام خزان را در دهنش طبع
 من سپهرم که بهار باغ شبنم کرده ام
 بادشاه نظم و شرم و درخسان و عراق
 مصفا را استاد اندام که از معنی و لفظ
 زامتحان طبع هر یک را در بر چرخ دوم
 تا غر بخت آمده نزد نشاپور گرم
 تا نشسته برده دانش رصد و انجمن جمل
 گرچه در غربت زبانه آبان شکسته غافتم
 سنگ آتش چوں شکستی تیر گرد دلاجرم
 خانه دار فضل و درونی خانه دانی بوده ام
 از همه شر و آل بوجه آرنودل را میاد
 هر چه دارم تو خشاک من به نام دوست

تیر شعله از پی اسن آشیان آورده ام
 پس بنام شاه و عرش و غارتن آورده ام
 آبتیگنی برده ام لپ از سلال آورده ام
 زال چنان یکم آهمنی تیغ کمال آورده ام
 چوں جبال پیرانه سر طبع جوان آورده ام
 آتش نیستانی کاب خزان آورده ام
 روز را بین کین تربیج مهرگان آورده ام
 کابل دانش را زهر لفظ آتخان آورده ام
 شیوه تازه نه سیم باستان آورده ام
 تیر عیسی فطی را در خزان آورده ام
 من بشهرستان عزلت خال آورده ام
 در بیابان خموشی کاروان آورده ام
 زانوش خاطر با بال عنبران آورده ام
 از شکستن تیر خاطر در میان آورده ام
 پشت در غربت کنول بهر خال آورده ام
 حضرت خاقان اکبر آستان آورده ام
 کین گلاب گل همه زان گلستان آورده ام

او سلیمان است و من مردم بیاورم و نهاده
زنده فاما آماں کن و این شان آورده ام

بدان که این قصیده در حالت حبس انشا کرده است و فی المغمی بود رسول

بر صبح پای صبر بایمن در آورم
از عکس خول قریب پر پی شود فلک
هر دم هزار کجی خویش کنم بجاک
از دعفران چهره مگر نشسته کنم
و انتم که در خط بلا بر سر دم نشسته
چون آه افشید زخم از جان آهستین
غم در جگر ز افش بر زین مراد من
غم تیغ عمر من بر دو من برگ آں
طوفانم از نور بر آمد چه سودا تا که
شده روز عمر زان پیشین و نوبت
با من فلک به کین سیاه و من ز بجز
چون کوه خسته بسته گندم بجرم آنگاه
از جور هفت پرده از زرق اشک لعل

پر کار بجز گرد دل و تن در آورم
چون جرعه ریز و بیه با من در آورم
چون لعبتان دیده بزاون در آورم
کجا بستی به بخت سترون در آورم
دانند که سر بخط بلا من در آورم
سیاه و بش نگذا با من در آورم
از آب دیده دجله بر زن در آورم
دستی بشانج لبه بصد من در آورم
داسن چه پیر زن بنه من در آورم
کین عمر افتد باز بر وزن در آورم
اسپه زنی بحرب تنختن در آورم
فرزند آفتاب بحدن در آورم
طوفان بهفت رفته او کن در آورم

از گشت زار چرخ و زمین کی دگر گشت
 از جنگ غم خلاص تنها گشت زوهر
 چون زال بسته قسم نوحه زان گسست
 فی فی که با غم است مرا انس لاجرم
 تشگفت اگر چو آبوی چنین شک برکم
 چون دم بر آرم از سر زانو بی غل
 زانو کنم رصدا که در هیچ خان جال
 غم بختی ست تو سن من بار کاروان
 دل تنگ تر ز دیده ها مونش نیست
 غم تخم خرمیت که در یکدل انگنم
 غمهای مغربم بغریب که بحر الف
 در گمش زمانه نیاید نسیم انس
 فقرست پیر مانده انگن که نفس را
 آب حیات زالتش گشمن و در چو باد
 آری ز هند چو قمار سی برول برم
 چنین نفس بصفه ابل صفاء دم
 چو کار عالم است شتر گریه من کیف

یک جو نیا فستم که بحر من در آورم
 کافغان بنای خلق چو ارن در آورم
 تا رستم بخاطر بهمن در آورم
 مریم صفت بهار به بهمن در آورم
 چو سر بخورد سبیل و بهمن در آورم
 از شاخ سدره مرغ نواز زن در آورم
 صد کاروان در و معین در آورم
 در خال به پشت بختی تو سن در آورم
 بختی عسقم بدیده سوزن در آورم
 در دلیست جنس من که بیا زن در آورم
 غم را چو زال در به نشیمن در آورم
 دود از دهم غصه به گشمن در آورم
 بر آستان فقر نکین در آورم
 مگر نقش خاک پاش به گشمن در آورم
 گز حلهما به بند زرد من در آورم
 یک چند پی به دیر به بهمن در آورم
 گم سمج گاه ساغر روشن در آورم

از نزل و چه چو طفل نگر بزم کدوست
 بنه خاندن پس من و رندان که به راه
 آهوی مشک نیست چه چاره ز گاودبز
 چوین چرخ سمر فلکند زیم گر چه درم
 دشمن مرا شکسته کند دوست دارش
 تهدید تیغ می کند آونج کجاست تیغ
 کال را که تیشه رخنه کند فضل کال نهم
 در دیو لایخ آند مرا مسکن هست و من
 هست شود حجاب میان من و نظر
 آسیده هر چو گاو خراشتم که چشم بند
 پروانه که سوزم و دم بر نی آورم
 در بوی رنگا دهر نه پیچم که در روم
 من نامه بر کبود راهم ز بهر زبان
 گر خاص قرب حق نشوم و انعم بدانکه
 جان و دل و خرد بر سالم بماند غلده
 چو خرمگس ز حیفه خوش طعم چو کرم
 چو قوتم آرزو کند از کرم و سر چرخ

گاه به به لوح دگر به فلاخن در آورم
 چو رخش نیست پای بکبودن در آورم
 کنه هر دو برگ غنبر و لادن در آورم
 اکیش ازاں بجاک فروتن در آورم
 حاشا که من شکست بدشمن در آورم
 تا چون حلیش دست بگیرم در آورم
 رخنه چرا به تیشه کال کن در آورم
 خط فسون عقل به مسکن در آورم
 گر من نظر بعالم ریم در آورم
 نه گذارم که چشم بروغن در آورم
 قمری نیم که طوق بگیرم در آورم
 در تم نسیم که بال به چندن در آورم
 باز او فتم که طبع بار زن در آورم
 رشت اماں بخلد فرزند در آورم
 آخر مثلش بتمن در آورم
 شلم که روزی از گل سوسن در آورم
 بر خوان جان دونان ملون در آورم

با آنکه قانم چو سلیمان ز صرو ماه
 نسرين را بخوشه پردیسی پرورند
 مرد تو کلم نه زخم در گه ملوک
 آن کس که داد جان نه بیای ملی دهد
 چو موسی شجر دیا قش چه حاجت ست
 گردور نا کسان نخر فضل من روست
 بهرام وار گر یمن آرد و دکان
 زال غم که آفتاب گرم مرد برق دار
 این عزیز زن هنوز عروس گرم نژاد
 گفتم بترک مادر چو سنا طین مین دانکه
 گوشه نغان جو که من بهر تکه
 خاقانی مسیح دهم پس به تیغ نطق
 بهر دنان ستایش دونا کم مباد
 چو موی خوک در زن ترسا بود چرا
 هم لغت حضرت نبوی کال نکوتریت
 کمال دانشم که بر ندا ختران بچشم
 نفتم روم بکه وجویم دران حرم

نال ریز با چو مور به مسکن مرا ورم
 تا من بخوان دو مرغ سخن در آورم
 حاشا که شک بختش ذوالن در آورم
 پس کفر با نداد بدل این ظن در آورم
 کائنات ز تیه وادی امین در آورم
 نقصه چرا بفضل میرهن در آورم
 غارت چرا به تیغ و کجوشن در آورم
 شب زهره را چو رعد شیون در آورم
 پس سر چو بخلیفه این زان در آورم
 سحر مبین بشیر مسبین در آورم
 پیشمش زبان بگفتن من در آورم
 همچو گلیم رخنه بالکن در آورم
 کاب ابرسانگ خامن در آورم
 تار روی روح بدوزن در آورم
 کین لعل هم بطوق و بکر زن در آورم
 کحل الجواهری که بهاون در آورم
 کجی که سه بختن محسن در آورم

چون نیست وجه زر کنتم عزم مکه باز
تیر بز غم فرو و دهر آید و دم هست
خوش مقصد است ازین خوش نامی آردم
منست برو خراق و ری من بدین دو جا
بس شکر گز منیزه و گیوم رسد که من
چون مورسانه خانه با ناط و در کشم
جلباب نیستی بسرو تن در آورم
کین غم بآرزوم و بار من در آورم
من رخت دل به مقصد و امن در آورم
سحری ز نظم و نشر مدون در آورم
شمنی بچاه تیره بیزن در آورم
چون مرغ برگ خانه برون در آورم

تمسید در توصیف هم قمران و هم شکایت ز حال و قدم قاصد بران

هال ای دل عبرت بین از دیده نظر کن
یک ره ز لب و جمله منزل بهمان کن
خود و جمله چنان گردید و جمله تحول گویی
بینی که لب و جمله گفت چون بدین آرد
از آتش سهرت پیش بریاں جگر و جمله
بر و جمله گری نو نواز دیده ز کائنات ده
گر و جمله در آموز و یاد لب و سوز دل
تا سلسله ایوان بگست ملین را
که گم بریاں آشک وازده ایوان را
ایوان دامن را آئینه عبرت دال
از دیده دوم و جمله برخاک دامن دال
کز گرمی خوانش آتش چکار از قمر گال
گوئی زلف آهش لب آبله زه چندال
خود آب شنیدستی کائناتش کینش بریاں
گر چه لب دریا هست از و جمله نگاهش
نمی شود و افسرده نمی شود و آتش دال
در سلسله شد و جمله چون سلسله شپیاں
تا بو که بگوش دل پا سخ شنوی ز ایوان

دندانہ ہر قصری پندی و ہدیت نو نو
 گوید کہ تواز خاکی خاک تو ہم کنوں
 از نوہ چغلا حق مائیم بدر و سر
 آری چه عجب داری کماند چین گیتے
 ما بارگی دادیم این رفت سستم بر ما
 گوئی کہ نگوں کردست ایوان نکاش فل
 بر ویدہ من خندی کا نیجا ز چه میگید
 لئے زال مدائن کم از پیرہ زن کو فہ
 دانی چه مدائن را با کو فہ برابر نہ
 این ہست ہماں درگہ کور از شہاں چو
 این ہست ہماں صفہ کن ہیبت او بود
 یں ہست ہماں ایوان کن نقش رخ مر
 پندار ہماں عمارت از ویدہ فکر تہ
 ز اسب پیادہ شور بر نطع زمیں نش نہ
 فی فی کہ چو نغان ہیں پیل افکن شاہاں را
 ی شہ پس پیل افکن کا فکندہ بشتہ پیل
 سست زمیں زیر اور دست بجای نہ

پند سر و دندانہ بشنوز سر دندان
 گامی دوسہ بر نہ و شکی دوسہ ہم ہشتاں
 از ویدہ گلاب کن و در دوسہ ماہ ہشتاں
 چند ست پی بلبل نوہ ہست پی الحال
 بر قصر ستم کاراں گوئی چه رسد قد لان
 حکم فلک گرداں یا حکم فلک گرداں
 گر بند براں ویدہ کا نیجا نشو و گرداں
 نہ حجرہ تنگ این کمتر ز تنور آں
 از سینہ تنوری کن از ویدہ طلب طعناں
 دیلم ملک بابل ہندو شہر تہ کستاں
 بر شیر فلک حملہ شیر تن شاد رواں
 خاک و را و بودی زار نگار ستاں
 در سلسلہ و رگہ در کو کبہ سیال
 زیر پی پایش ہیں شہادت شہ نغان
 پیماں شہ روزش گشتہ پیری و دران
 شطرنجی تقدیرش در مانگہ فرماں
 در کاس سر ہر مرن خون دل نو شرواں

بس پہنکہ بودا نگہ دستان ج سرش پیدا
 کسری و ترخ ز پر ویز و ترہ ز زین
 پرویز بہر بومی زین ترہ آوردی
 پرویز کنوں کم شد زان گم شدہ کترگو
 گفتی کہ کجا رفتہ این تا جواراں اینک
 بس دیر ہی زائد آستین خاک لری
 خون دل شیر نیست ایں می کہ دہد زین
 چنہیں تن جباراں کیں خاک فرو خورد
 از خون دل طفلان سرخ آب سرخ آمیزد
 خاقانی ازین در گہ درویزہ عبرت کن
 امروز گراں سلطان زندی طلبی توشہ
 کہ زاورہ مکہ توشہ است بہر شہرے
 ہر کس بردار مکہ سبجہ نہ گل حمزہ
 ایں بحر بصورت میں بی شربت رہ مگذر
 احوال کہ زہرہ آیند آند رہ آوردی

صدر پند نوشت اکڑوں و زغر ستر شہنشاہ
 بر باد شدہ یکسر با خاک شدہ یکساں
 کروی ز بساط و زین ترہ رابستان
 زین ترہ کہ بر خواں رو کتر کو بر خواں
 زینشاں شکم خاکست آستین جاویدان
 دشوار بود زاون لطفہ شدن آساں
 زاب و گل پرویز است آن خم کہ نہ نہ تھا
 ایں گرسنہ چشم آخر ہم سیر نشہ زایشاں
 ایں زال سیاہ و ایں طام سپستان
 تا از در تو زان پس در یوزہ کند خاقان
 فرو از در رندی تو طلبہ سلطان
 تو زاد مدائن بر تختہ نہ پی شہرواں
 پس تو نہ مدائن بر سبجہ ز گل سلماں
 کہ نہ خط جنین بکری لب تشہ شدن متول
 ایں قطعہ رہ آوردست از بئر الخواں

بنگر کہ دریں قطعہ چہ سحر ہی نہ آید

مفتون مسج دل دیوانہ عاقل جاں

پس قصیده در زناں در سرکایت شاد و نعت محمد مصطفی صلی الله علیه و آله گفت

میجرم چون کله بند آه و داسای من
 مجلس غم ساخت است من چو بید سوخته
 ناک باز بچپ است کار گنبد نارنج رنگ
 تیر باران سحر دارم سپهر چون لعل کند
 این خماهن گوی که چون یکم اهنم پادوخت
 روی خاک لودن چون کاه بر دیوار حسن
 مار دیدی در کیا بیجاں کنون در غار غم
 از دها بین حلقه گشته خفته زیر و اهنم
 تا ترسناک طفل هند و اندر محمد ششم
 دست آهنگر مرا در مار ضحاک کشید
 آتشین آب از جوی خوین برانما تا کعب
 حبیب من بر صدره خار اعنابی شد شک
 چو کنار شمع بینی ساق من دانه دار
 قطب دارم بر سر یک نقطه دارد چار میخ
 تا که لزان ساق من بر این کرسی نشست

چون شفق در خون نشین چشم پهای من
 تا بمن راق کن مرگال می پالای من
 چند جو شتم کز بروم نگر و صفای من
 این کمن گر گشتن بارانی از غوغای من
 شد سکا هن پوشش از دود و دل روی من
 از غم که گل کنده اشک من اندای من
 مار بین سچیده در ساق گیا آسای من
 زان بجنه ترسم آگه گرد و از در پای من
 زیر دامن پوشتم از در پای جانفرسای من
 گنج افرید من چو سودا و دزدانای من
 کامیاستن است بر پای من پهای من
 کوه خار از پر عطف و امن خارا می
 ساق من خامید گوی بخت نذل خای
 این دو مرغ زنب فعل نعل سیمای من
 می بلزد و ساق عرش از آه مهر و ادای من

بوسه خواهم داد و یک بند پند آموز را
 در سیه کامی چو شب دی سپید آرم چرخ
 پشت بر دیوار ندانم روی بر بام فلک
 غنیمت من روی در روی آمد چون جو زعفر
 غصه هر روز و یارب یارب هر نیم شب
 هست چو لعل آتش کار این صبحی چند را
 متجشع همه صبا هست آه غافل چیست
 روزه کردم نذر چون هر کم که کم صفت
 نیست برین روزه و بیانی دل از مرا
 اشک چشمم در دامن افتد که افکار را که
 پای من گوئی بدر و کز روی ما خود بود
 زانکه دایه منی آخر دای در دهانت
 بی که یکم مرا هم جد موکل بر سرست
 روی دیم دیدم از غم موی زوین شد مرا
 چو ریا بکم کاسه شکست خزینه خالیست
 ای عفا الله نوحایگان کز سر حضرت ای جاو
 چو زلاته دای عزت چو گل زهرا ای

لاجرم زین بند چنبره وار شد بالای من
 پس سپید آید سپیده خاوه لبش ما وای من
 چون فلک شد پر شکوه ز گیسو پلنای من
 فتنه آسایسته روزن رقت غمت زای من
 تا چه خواهد کرد یارب یارب شبهای من
 بیم روز و رستخیز نیست از شب یلدای من
 شمع سال بجهت جنتی از صدمت تنبای من
 خاطر روح القدس پیوند عیسی زای من
 روزه باطل میکند اشک بالای من
 جز با بگرم پستی نگذر و در نای من
 پای را این در و سر بود از سر سودای من
 زلاتش آه من آه من از غم شب بر پای من
 دره چستی مشکین آه پهلوسای من
 همچو موی دلم اندر هم شکست آهنای من
 پس طنا بدم در گلو انگنده اندامی من
 خوانده اندام و زابا و اهدیه حضرت ای من
 نیست شان پروانه واران بخودی زوای من

نیست ز رو گل بدست الا که خرابای عقل
 ز رو حرف افتاد با هم هر دورا چون ندانی
 سامری سیرم نه موسی سیرم تا زنده ام
 در تموزم برگ سیدی فی ولی از روی قدر
 برگ خرمایم که از من با وزن سازند خلق
 نافه مشکلم که گریه کنم کنی در صدر حصار
 ناله را کجاست رنگی سر ز نشما کرد و گفت
 ناله گفتش یاده که گو کایت معنی مر است
 آن نه رنگی که پیدا علی تو از پنهای بهرست
 کعبه وارم مقتلای سبز پوشان فلک
 در مزج باشم و جبروت کوشه خاطر م
 چوں گل رعناست تنم کز کشتن زید
 چند پیغاره که در پیغوله غاری شدی
 آنو سم درین دریا نشینم چوں صدف
 جانفشانم عقل باشم فیض را تخم دل ویم
 علوی و روحانی و غیبی و قدسی زاده ام
 دایه من عقل و توحید شرع و جماد الصاف بود

صید خارے کی شود عقل سخن پیرای من
 پس کجا پیوند سازد بادل یکتای من
 در سم گو ساله لایدر بر بختای من
 با وزن شش شاخ طوبی از پی گرامی من
 با دسروم و لبست و ریز ریز خدای من
 سوی جبال پروار جو طیب جبال افرای من
 نیک بد رنگی نداری صورت رعنا من
 اینک نیک حجت گو یادم بویای من
 کیب فتلیم که بنهاتم به از پیرای من
 کز و طای عیسی آمد شقه دیبای من
 در سحر ج غلظم و معراج ج صولای من
 در شهیدی شادی دارد گل رعنا من
 ای پی خولاں گرفته دوری از خدای من
 خس نه ام تا بر سریم کعبه و دهنای من
 طبع حامل کیمیت تا گرد و عمل فرمای من
 که بود در بند استقصات استقصای من
 آخیش جال اعمات و علویان آبا من

چوں دوستان طبعیت البصر الود عقل
 وز درگرسو چون خلیل شد در دگر زاده ام
 چشمه صلب پدید چون شد کار بر رحم
 پرده فقر مشیم دست نظم قباله
 زانند اسیر ماکنت یا یک بنایم چو عقل
 بجای مستم نخورده سخته و خام شما
 حیض بر جور و جنایت بر ملا یک بسته ام
 ز جورم می هم مرا شاید که از دهنان خلد
 بر بستم میخورم طلق حلال نیراک روح
 بوسه بر سنگ سیاه و مصحفه روشن هم
 مالک ملک سخن خاقانیم کز گنج نطق
 دست من جز از دکلک موت و معنی سنبله
 گر چه از زن سیرتای کارم چوختی مثل کت
 گر بخت اقلیم گوید کن مثل این دیت
 شاعران را گر چه خواویند در قرآن خدا
 از مصاف بولب فعلان سچانم عنان
 قاسم رحمت ابوالقاسم رسول الله که هست

در دستان طریقت مشردل والای من
 بود و خواهم گیر عیسی مادر ترسای من
 زان مبارک چشمه زاده این گوهر عنای من
 خاک شروان مولد و اولاد بنشای من
 زانکه هم ماکم رفیق بود و هم بابای من
 کز شما خامان نه اکنون من استغای من
 گر ز خون دختران زربود و صهبای من
 دی رسید از دست امر و زجر ای فردای من
 خاک میشد تا پذیرد جرعه هجرای من
 گر چه چون کوشه همه تن لب شود جزای من
 و حل صد خاقان سز و یک نکته شغرای من
 سنبله زاندر حوت از جنبش جزای من
 حائل است از جان مروا حل طرفدای من
 کافر م دلا القامه مسح اقصای من
 هم از ایشان بود ظاهر و بده استغرای من
 چون رکاب مصطفی شد بقصد طبای من
 در ولای او خدیو عقل و جان مولای من

ایضا مشتمل بر نعت گوید

سنت عشاق چیست بگم ساختن
 در قد چون عشق گشت اول لب ساختن
 گرچه نوازی جهاں خارج پرورده رود
 پیش سر بر سر آں آب ده دست ماسن
 نزد فرسوده و لال قاعده کم کن چو آب
 در نتوان در خط و در حرف یافتن
 عمر نه و لاف عیش سر بود و بچو صبح
 تا کی در چشم و عقل غار مغیلاں ندون
 رخس هیرای در بردن در پیش دیو
 دل زائل و در کن زانکه نه نیکو بود
 بر درش بهت مدار عقل که ناخوش بود
 چند رسد گاه دیو بر در دل داشتن
 بر سر خوان جهاں چنانچه بر لب مقیم
 چند چو مار از نهاد باد و زبان رستن
 ز ره بود جز صنم بس ندیپسند و خلا

گوهر دل را زلف بمسح منم ساختن
 تفرقه چون جمع گشت با کم و کم ساختن
 چون تو درین مجلسی با همه دم ساختن
 تاب مسلم بود پشت نجس هم ساختن
 یا دل آتش نشان چهره دژم ساختن
 در نتوان بر سطح آب نقش قلم ساختن
 از پی یک لحظه عمر چتر علم ساختن
 تا کی در راه نفس باغ ارم ساختن
 پس خرافانده سم مرکب جم ساختن
 مصحف و افسانه را جلد بهم ساختن
 بر سر زندی معال بسم قسم ساختن
 چند قدم گاه پسیل بیت حرم ساختن
 سین و دلی را ز آن جمله شکم ساختن
 چند چو ماهی بشکل گنج درم ساختن
 دل که نظر گاه دوست جامی صنم ساختن

میں کہ درد دل شکست ز لڑلہ نفعِ صورت	گوشِ خرد شرط نیست جندِ رجمِ ساختن
زین دم معجز نمای مگذری خاکِ دنیا	کز سرِ این دم تو ان زادِ عدمِ ساختن
گر چه ز روی قضا بہر تو ستمہارو	جذبہ رضا روی نیست نفعِ تمِ ساختن
یوسف و لہا توئی کایتِ تست از سخن	پیش گر سنہ دلالِ خوانِ کرمِ ساختن
چوں بشماخی ترا کرد قضا شہر بست	نام شماخی تو ان مصرعِ عجمِ ساختن
غم ز جہانِ عبرہ کہ در عبرتِ تو این است	نتوان با مرگِ غمِ برگِ نغمِ ساختن
چوں تو طریقِ نجات از درِ غمِ یافتی	شرط بود قبلہ گاہ موقدِ غمِ ساختن

چوں بدرِ مصطفیٰ نائبِ حسانِ توئی
فرض بود نصرتِ اور ز اہمِ ساختن

ایں قصیدہ ہمدیں و زن و معنی گوید

تا گذرانِ دلِ ستِ نوبتِ غم و اشتیاق	جہتِ آمالِ را دانِ عدمِ داشتن
صاحبِ حالتِ شدنِ حلقہٗ تنِ سوختن	خارجِ عادتِ شدنِ عدتِ غمِ داشتن
دینِ سویِ جیونِ غمِ کشتیِ دلِ ساختن	ہر دو چو زانِ سو شدی از ہمہ کم داشتن
سرِ تنہایِ تاجِ داوودِ و چوں بگذری	ہم سرو ہم تاجِ رانِ قلِ قدمِ داشتن
پیشِ بلا و اشتیاقِ پسِ بکیانِ دو تیغ	بچو میانِ ۱۰ و مہرِ خدے درمِ داشتن
چوں بمصافِ سرانِ لافِ شہادتِ دنی	زشت بود پیشِ زخمِ بانگِ اہمِ داشتن

نقش بت و نام شاه بر خود و بسین چو در
 ذات زمستی کنول پار بود کفر و دین
 تا که تو از نیک و بد به چو شاپ آبستنی
 به دم مر و او خطاست در پی مردان
 شایه بد دل در حواس خصم انصاف نیست
 تشنه بماند هیچ شرط حواری بود
 در گذر از آب و چاه پای غلت گیر
 چو بیکه پاره پوست شهر توانی گوشت
 عادت خویش پیدا گیر فرد و مجرد شدن
 دیگ امانی مهر تانت نباید ز طمع
 از در کم کاسگان لاف فرونی زدن
 بهمت و انگه ز غیر برگ و نو اساختن
 لاف فریدون زدن و انگه خنک دار
 صحبت ماء العنب مایه نارالست
 چنانچه کار آب بر در ز روستیاں
 سینه بغوغای حرص بیش میا الا انکه
 بهر چنین خشک سال مذہب خاقانی است

و انگهی از بیم کاش رنگ بغم داشتن
 بت کده را شرط نیست بیت جرم داشتن
 رو که نمی بهر صبح مرد علم داشتن
 بے کف جرم احمقیت خاتم جرم داشتن
 بر و او باش طمع قصارم داشتن
 لاشه از آب خضر سیر شکم داشتن
 کز سر عزلت توان ملک قدم داشتن
 ظن بود در دکان کوره و غم داشتن
 چند بگردار ماه خیل و چشم داشتن
 پیش خساں کفچه وار دست بزم داشتن
 وز در لایفلخاں گوش نعم داشتن
 عیسی و انگه بوام نیل و بقم داشتن
 سلطنت و شیطنت هر دو بهم داشتن
 ترک چنین آب بت آب گرم داشتن
 عقل که کسریوش است قفتم داشتن
 نیست بفتوی عقل گرگ بزم داشتن
 از پی کشت رضا چشم بزم داشتن

ز سر تسلیم و دل پیش عزیزان فقر حلقه بگوش آمدن غاشیه هم داشتن
 بهر دل و دین غیر بسته شروا شدن
 پیش در ابل بیت ماتم غم داشتن

قصیده

قسط و فاست در بنه آخر الزماں	هاں ای حکیم پرده غلت بسازهاں
در دم سپیده مهر و صحت بگوش دل	خیز از سیاه خانه وحشت بیایه جاں
هم با عدم پیاده فرو کن بهشت لطف	هم زی قدر سوار بر دوش اں بهفتخاں
سودای این سواد مکن پیش درویش	شکلیف این کثیف منه پیش بر رواں
فلسی شمر مالک این سبزه کارگاه	صغری شمر فدا لک این تیره خاکداں
جیو کافقت بروز آنگینه پیکل	که پایہ بلاست برو غول دیدهاں
چشم می مدار که در چشم روزگار	آں ناخن که بود بدل شد با ستواں
تو غافل سپهر کشده رقیب تو	فرزانه حقته موسکای یوانه پاسباں
و هر پدیدست بیکار نیست صعب	منگر بخوش زبانی این ترش مزیناں
آں خوشتر سی نواله که از دست او خوری	لوزینه ایست خورده الحاشی میاں
دل و دستگاه تست بدست جهان مد	کیس گنج خانه راند بد کس بایرماں
هر لحظه با تقی بتو آوازمی دهد	کیس دامگاه نه جای مانشت الا ماں

آواز این خطیب الهی تو نشنوی
 کز جوش غفلت ترا گوش دل گیر
 اول بیار شیر بهائی عروس فقر
 و آنکه بهر قباله اقبال را بنگار
 خاتون دار ملک فرزندش همان گشت
 کاین این عروس کم از زر کاویان
 تا بر در تو مرکب فقر است، ایمنی
 کا حاشا رسوی تو جنبیت شود رواں
 شمشاد و سرور از تو زلال چه پاک
 کز گرم و سرد لاله و گل رارسد زیاں
 از فقر ساز گلشن عیش بد گوار
 وز خاقه خواه مهر تب جان ناتوان
 از این و آن علاج نخواه چون میبست
 مگذار شاه دل بدر مات خانه در
 خرسند شو ملک خرسندی از وجود
 زین و آن غم ملک و دور و زده عمر
 اسکن در تنم ملک و دور و زده عمر
 زین و آن غم ملک و دور و زده عمر
 زین و آن غم ملک و دور و زده عمر
 بے طمع بسراور چه کرم بید
 بهجنس در عدم طلب اینجا جوی زانکه
 خود باش انیس خود مطلب کس کیس را
 وانی چکن زنا خوش و خوش کم کن آرزو
 خود را دم خرید رضائی خدائے کن
 پرواز در هوای هویت کن از خرد
 کز جوش غفلت ترا گوش دل گیر
 و آنکه بهر قباله اقبال را بنگار
 کاین این عروس کم از زر کاویان
 کا حاشا رسوی تو جنبیت شود رواں
 کز گرم و سرد لاله و گل رارسد زیاں
 وز خاقه خواه مهر تب جان ناتوان
 زیرا جل گیاست عقایق این و آن
 زین و آن که هست در ذرات فرشتان
 خاسر شناس خسرو طاعی شمر طغان
 خضر و شعار مغلسی و عسجد جاوداں
 زین و آن که پیش مکن این و آن فغان
 چون کرم پیله سر چه کنی در سردهاں
 نیلوفر از سراب نداد است کنش نشان
 هم گوش بهتر از پر طاؤس بشه راں
 سیر عوش زنا کس و کس گم کن شیان
 دامان این خدائی فروشان فرو نشان
 در پلّه هوا چه کنی به تلی هواں

از لایسی بصدقه سادت که عقل را
 از آن شاد و دهای دوسر تا فرو خورد
 بنمود صبح صادق و دین محمدی
 و ندانهای تاج بقا شرح مصطفیست
 برواستان که آن شقای محمدیست
 آن جا که دم کشاد سرفیل و عو تش
 و آنجا که کوفت دولت او کوس لا اله
 آن شاه بعر کن شاگرد فاستقم
 آدم بگا هواره او شیر خواره
 در دین شقای علت عالم برای حق
 هم عیب را بعالم اسرار پرده پوش
 او سر و جو بیار الی و نفس او
 او آفتاب عصمت و از شرم ذوالجلال
 مراد و نیم کرده بدست چو آفتاب
 که با چهار پیر زبان کرده در دهن
 مهر آزمای مهره بازو ش جان و عقل
 جلالت است معکافان را و زلف او
 از لای و هست مرکب لاهوت زیر آن
 هر شرک و شکاک در ره الا شود عیان
 پس در شانش باش چو خورشید صدفان
 عقل آفرینش از بن دندان کن بیان
 و ستار کل اینان شمر آن را نه داستان
 جان با دنیا فت پیر اندیب در زمان
 آواز قد صدقت بر آمد ز لامکان
 مخصوص قم فاند ز مقصود کن فکان
 او ریس هم بکتب او گشت در سخا
 زی حق شفیع زلت آدم بی جناب
 هم غیب را ز عالم اسرار تر جان
 چو سرود طریقت هم پیر هم جوان
 نفلنزه بر بیان قلم سایه بنان
 سایه نه بر زمینش از ابر سایه بان
 که باد و طفل در دهن کرده ریمان
 حلقه بگوش حلقه گیشون انس و جان
 هم روز عید و هم شب قدر زنده و نهان

قدش مرقیت برین سقف لاجورد
 بر بام سدره تادادنی افکنده دخت
 جبرئیل هم نیم ره از بیم سوختن
 آنجا نشده بیکدم و کز بهر بازگشت
 جنت ز شرم طلعت او گشته غار بست
 خورشید بر عمامه او بر افکنده تاج
 خوابی که بونج نوبت الصابری زنی
 از صادقین وفا طلبان قانتین ادب
 همچون دخت گنم باش از ببری مومن
 که در سجود باش چو در غرب آفتاب
 از جسم بهترین حکمانی صلوٰۃ دال
 یارب دل شکسته و دین درست ده
 خاقانی از زبان بفضل تو در گرینیت
 زان پیشتر کاجل ز جهان و اربا مدتش
 گر خوانده سعادت عقیش رو مکن
 و ردا ده مومن دنیا بش و استاں

فی مدح خاقان الاعظم شاه احتسان متوج بهر صنعت فی المطلع

در کام صبح از ناف شب شکست عدا ریخته
 صبح اسپ گلوله تاخته شمشیر برین آخته
 کی بخت سبزه آسمان دارد ادیم بکیراں
 صبح آمده زین سبب نور و نور باطل طلب
 شب چاه بیزین بسته مشرق کشاد زلال زر
 منان صبح آموخته در می فتوح اندوخته
 رضوان قدح خم خانها وصل جنان پیاپیها
 زرع از بستان حرم میوه زبستان ارم
 زر آب دیدی می مگر می برده آب کار زر
 بادام ساقی مست خواب جزیره شادان نحر
 مرغ طرحی کنده پر بر داشته یک نیمه سر
 پس جام رخشان درو میزداده جهان در
 سرست عشق کمرش فاکسری در آتشنی
 زردسته از دست جهان در پیکار افتاده
 خورده بر سینه خمیه فی در سقا لیس مشرب

زین هر آن کمرش بقیف مینا ریخته
 هر شب شمع بخت ساخته خوش بعداد ریخته
 خون شبست آن بگیان طاق خضر ریخته
 زهره شکافت افتاده شب زهره صفار ریخته
 خون سبا و خشان نگر بر خاک خارا ریخته
 می شمع روح افروخته نقل میبار ریخته
 کف بر کده در و دانه از عقده جورا ریخته
 گرد و زبستان کرم شیر مصفا ریخته
 ساقی بکار آب در آب محابا ریخته
 از دستما جام شرب افتاده صبا ریخته
 وز نیم منقار و گریه قوت جسم ریخته
 آن سر و هفتان و پیه از شاخ برنا ریخته
 و کشندری غدر و نشتی فصل غدر ریخته
 مازیر پای دوستان پیل بالار ریخته
 قوت میسمه یک شبه از یای ترسار ریخته

لاق ابرویش گزین چشم قیامت
 جنگ طیب ابوالموسى بگرفته زال را
 بجای نموده پیکریش خطهای مسطر در پیش
 جنگی یک پیر نزار او بر آورده به نزار
 در هشت تا بر لب فکر جان را بهشت بهشت در
 دامن چو مار به زبان سوز خمار در آغوش
 دامن چو بلالی چو برف شید از خم کرده
 در پوست آموخته پشتم به پشتمی هم بر پیش
 کاسه ریایان شمع زبر نوش قتل کاسه گر
 دای زورهای در می لال دلماشتری
 ابروری را از قلم در رشته جان کرده خم
 زهره غرغرا خوان آمده در زیر دستال آمده
 خاقان اکبر که شرف هشت سلاطین کشف

بر زخمه سحر آفرین سحر ز آوار بخت
 اصلع سری کش مهر نفس موییت در یار بخت
 ناخن بران خطا برش وقت محاکار بخت
 چو نثار اندر مرغزار آبی بهر چار بخت
 به نزار از طوبی شمر صد میوه هر تار بخت
 هم آغوش سر به دامن هم گوشت هضار بخت
 یا خون ساقی را بکف از حلق شیدار بخت
 مذکور و آموذ بر پیش صید آشکار بخت
 در کاسه سر با نگر زال کاسه حلال بخت
 خاقانی ایتک جوهری درهای برضار بخت
 پس یازگشاده زهم بر شاه والار بخت
 چو زبر دستال آمده بر شنه ثریا بخت
 باران چو دازیر کف شرقا و غربار بخت

ایضا در معجرات جلال الدین اخصان بصفت فی المطلاع

به چرخ دوش از جام گهم یک نیمه یار آمده
 باناه نوط غراش بین امر و زبر کار آمده

عید رستیش از صبی هم فرود بخار آمده
 عید آمداد غلبه برین شد شعله روی میس

کرده در آن خرم فضا صید گوزن چند جا
 پرچم ز شنب پروانچه از طاس پرچم ساخته
 بر چرخ بکشاده کسین غش بناده بر سر
 عهده هایون فخر نگر سیر غزیرین پر نگر
 از گرد و آتش آسمان تر مغر گشته آن چنان
 گیتی زگر و لشکرش طاووس بسته زیورش
 پی کم کنان سی شنب آن از چشم قلابان نهان
 ساقی صحن میکرده یاد صلیب آور شده
 هر پی ز کولیش غمیری همی تر بوش کوشی
 ریحان روح از بوی می جان افتخ از روی
 می عاشق آساند و به بهر نگاہ دل در به
 خورشید رخسانست می زلال در لزلانست
 آن جام جم پرورد کو آن شایسته زرد کو
 می آفتاب زرفشان عالم بلورش آسمان
 در سانغ آن صبا نگر در کشتی آن دریا نگر
 مطرب چو طوطی بوالهوسان گشت لب کالین
 آن آنبوسی شاخ ہیں با شکم سوراخ ہیں

شاخ گوزن اندر هوا اینک نگو نسا آمده
 بیرق ز صبح افراخته روزش سپهر آمده
 هال عین عید اینک بیس بر چرخ دوار آمده
 ابروی زلال ز رنگر بالای کسار آمده
 کز عطسه مغریش جهان پر شک تا مار آمده
 در شرق رنگین شمشیرش دوزخ بنقا آمده
 دزد دیده در کوی مغال نزدیک خمار آمده
 قندیل از وساعر شده تسبیح زمار آمده
 هر خوی ز رویش غمیری بزرگ گلزار آمده
 بزم صبح از خوی می فردوس کردار آمده
 درد صفایه رود به تلخ شکر بار آمده
 جو جو همه جانست می فعلش بزوار آمده
 آن عیسی هر درد کو تریاک بیمار آمده
 مشرقی کف سا قیوشان مغرب لب یار آمده
 بر خشک تر صحرانگر کشتی به رفقا آمده
 از سینه به بطن انس و طلق فرما آمده
 افسونگر گشت این لب لب بار آمده

ببط خود عذر امر می کا بستنی دارد می
 الا لرباب از عشق می سینه بسته است و
 ان خنک از رزق سازمین از رسته در نقابین
 ان لعب و ق گروان نگر و ق نکار تال نگر
 لیکان بیانگ زیر و کم چهل ساج آوردیم
 از سلیمانی شتو آن رخ روحانی شتو
 مضمای مرغان کن نگه در صفای زمی
 دل کوس عیدی بین توان بر درگاه
 بام و می رنگین بهم صبح و شفق باین بهم
 شروان شه سلطان نشان فسرده و نکش

او در دوازدهن هر می در ناله زار آمده
 بر ساهش چو شکستگر گمای بسیار آمده
 در قید گیسو تار میں پایش گرفتار آمده
 و ان چن صفت حیوان نگر با هم به پیکار آمده
 کان خلق ما رکشان زدیم تا سینه افکار آمده
 اشعار خاقانی شتو چو در شهوار آمده
 چو عنده لیسان صبح که فضا لکزار آمده
 مانند طفل لوح خوال در درس تکرار آمده
 تحت و جلال لدین بهم کین خسرو آثار آمده
 و شش سحاب در وقتان چو لعل دلدار آمده

المطلع الثاني

ای بادل سودا میاں عشق ترا کار آمده
 آینه بردار و بسین آل غمزه سحر آفرین
 تو بادی و من خاک تو تو آب من خاشاک تو
 گیرم که نهی داد من و زنی نیاری یکن
 ای خون من در گردن من بریاد آور دنت

ترکان غمزت را بجان دلسا خردار آمده
 باز هر پیکان در کین ترکان خوشنودار آمده
 باخوی آتشناک تو صبر من آوار آمده
 بشو شب فریاد من دلغ مشب تار آمده
 وز دست زد و آزد دنت جانم بازار آمده

هم خواب خرگوشم دهمی خار جگر سوزم نمی
 ای از تو آغو شتم تنی خوابم همه خواب آمده
 خاقانی و در و نهال خون ل زناخن بر او
 و زناخن نم هر زمان محرم رخسار آمده
 او بلبل استای استای طبعش چو شاخ گلستا
 در مجلس شاه اعتسان لعل زرش بار آمده

المطلع الثالث

مهرست با زین صدق خرچنگ یار آمده
 خرچنگ ناپروذلف پروانه تیار آمده
 بیمار بوده چرم خور سر طائش اده ز در و فر
 معجون سر طانی نگر داری بیمار آمده
 آن کعبه محرم نشان ل زرم آتش نشان
 در کاخ سه دامن کشان یک همه خبر آزارده
 پیر سنگ را کنز ساحری کرده حسابینا گری
 از خشت زرد خاوری میناسش دینار آمده
 سمیع روان پس در پو آتش نشان بین ملو
 بر کرگسان پس در هوا پرواز و شوار آمده
 خورشید زین دیر بین صحرای آتش چهره بین
 در مغرافتی مهره بین چمن دانه نادر آمده
 روی سپهر چنبری بگرفته رنگ از عنبری
 بر آئینه اسکندری خاکستر انبار آمده
 هر فرش متعلق طول که صیقل او بوده سه
 از آتش گردون سیه چو کاخ قصار آمده
 آفاق را از جرم خورشید قرص هم آتش نگر
 هم سطح دهم خوان زرم میده سالار آمده
 گر بلبل بسیار گومست از فراق گل گلو
 گزنی دهمی مهر و ج ده کین قشعی مهر و ج به
 کافور خواه و پیر زرد خیش خانه با ده خور
 با می گلاب ناب چون اشک احرار آمده
 با ساقی فرخنده فرزد خانه فرخنده آمده

در می گشتان کن و لب نجاکتین خوار آمده
 پیرانش ده ماه نو هر سال یک بار آمده
 دفع و باراجام شده یا قوت کردار آمده
 با طاعتن مهر ملک طاعتن سزاوار آمده
 خرد و عالم چون پدر روز عاشق علامه
 خورشید در ویدار او چون ذره دیدار آمده
 از فعل سپش هر زمان یا قوت سمار آمده
 سلق بر بندستان شده طوطی بلبخار آمده
 داوش چو باد عیسوی تعویذ الضار آمده
 پریکان او خیاطوبین دل دوز کفار آمده
 هوشنگ هارون درش حجم حاجب ر آمده
 خصمان سفلی چارتن پیشش پرستار آمده
 وزرامی گیتی داووش گیتی نمودار آمده
 کز خسروان پاستان مصحف اخبار آمده
 عقرب ز پیکان ساخته تینین ز سوزار آمده
 تیغش چو تیغ حیدری از خلد اسرار آمده
 آنرا که حصن جان پاک ز نور انوار آمده

ماورد و ریحا کن طلب ز می کن سلب
 گم گم کن از باغ آرزو آن آفتاب زرد و
 چرخ از موم گرم که زاده ویا هر چاشتگه
 تریاک تلچهر ملک پور منوچهر ملک
 خاقان اعظم چون پدر شاه کیان سچو پاد
 گردون روان در کنار او چون سایه در زهار
 از بوس لبهای سران بر پای اسپه خشان
 عیش بدلان مان شده کاکلیسا یکسان شده
 رایش چو دست موسوی در ملک جهان تویی
 شمشیر او قصار کین شسته بخون دی زمین
 سام ز ریحا چاکرش رستم نقیب لشکرش
 مردان علوی هفت تن درگاه اول بوسن
 باتبیع گردون پیکرش گرد و شعله خاک درش
 با دولت شاه آخسان شمع دال هر دستان
 تیرش که دستان ساخته زو جرم شیطان ساخته
 هر تیر او بر تیر او پیر پیری در صفدری
 او نور بدخواهانش خاک ز غلظت خاکی چو پاک

اشترار شسته باز پس زنده یکمین او نفس
 ناکرده مگر یکسایان جان محمد را دیوان
 ای خانه دار ملک وین تیغینه حصا و لکند
 پشت صفت بهر میاں بسته غلامی را میاں
 ای چنبر کوست فلک کرده دین هست فلک
 نیکان ملت را بدین باد تو تسبیح میس
 از مدح تو اشعار من رونق فرود کار من
 من جال سپار مدح تو صورت نگار مدح تو
 بادت ز غایات بتر بر عرش را ایات نظر
 تابع فلک فرمانت را در دیان ملک ایوانت را
 امروز احراز من خوانند هم استاد سخن
 لاف از دست اسلام را فال از برت ایام را

این قصیدہ علیہ التحفہ الحسنیہ جہت تقلید شیخان پیش حضرت علیا کعبہ اقصیٰ

صبح خیزان میں نصیر کعبہ محال آمدہ
 آستان خاص سلطان سلاطین زودہ بوس
 جهان عالم دیدہ و در عالم بیاں آمدہ
 پس مبارک عالم پیشین صفہ محال آمدہ
 شب روان و در راه منزل منزل سال آمدہ
 کعبہ بر کردہ عرب دار آشتی کن نور آں

کعبه استقبال شان فرمود هم در پادیه
 شب روان چو کرم شب بند صحرای همه
 کعبه بر خوانی نشاند فاقه زوگان را بخواب
 بر سر آن خوان عزت سر طاهره را نگس
 از برای خوان کعبه فاقه در ماهی دو بار
 رسته دندان نیاز آنجا و پیر پشت غلده
 پیش دندان از در سلطان بدست خاچک
 مصطفی استاده خوان لار و زوگان
 هم خلال ز طوبی و هم آبست از سلیمیل
 آسمان آورده زین آبستال زرافتاب
 خضر جلایی بدست از آبست مصطفی
 فاقه پرورد و او چو پاکان حواری روز دادر
 یوسفان در پیش خوان کعبه صاعهستان چنانکه
 خوان کعبه هشت خوان غلده را ماند که هست
 بر سر آن خوان دل پاکان چو مرغان بشت
 کعبه در ترسج همچون تخت زرد مهره باز
 نقش یک تنه بر روی کعبتین پیداشده

پس همه ره با همه لبیک گویان آمده
 خفتگان چو کرم خرزنده بنزدان آمده
 کز نیاز آنجا سلیمان مور آن خوان آمده
 بلکه پر جبرئیل آنجا مگس را آن آمده
 گاه سیمین نان و گاه زین نمکدان آمده
 از بن دندان طفیل هفت مردان آمده
 دوستگانی سر بهر خاص سلطان آمده
 بدیده دندان فرد خاص عام یکسان آمده
 بلکه دست آب همه تسنیم رهنوا آن آمده
 پشت خم پیش سران چو بدستال آمده
 کورست خطبات عرب را آب حیوان آمده
 کعبه همچو خوان عیسی عید ایشان آمده
 پیش یوسف قطره پروردان کنعان آمده
 چارجوی او با بجای سبج الدان آمده
 نیمه گویا و دیگر نیمه بریان آمده
 کعبتین تنها و تراوانی و جان آمده
 پس شش و پنج و چهار و سه و نهان آمده

هر حسابی کرده بر حق ختم چو زو زیاد
 عالمی چو خضر پوشیده بر بند پای سر
 صد فیای رکوه پر آب و نه گدائی چون خضر
 هود و هود گویای مریدان هود هود در دایان
 راه ایشان که الف چو سوزن عیسی شده
 آتشین حلقه ز باد افسرده و چسته ز حلق
 ز راه نشان یک نیمه سمار و در دوزخ شده
 آن مربع خانه نور از زرد و زرد و زرد
 کعبه بچو شاه زنبوران هاشمی مستکف
 چون شیان شام زنبوران آه عاشقان
 آفتاب آتش سوزی بر خاک بیمار تن
 خون قربانی رفته در سینه زینت پیشگاه
 بر زین الحجه صد خون حیوان است نقش
 کعبه در ناف زمین بهتر سال است از شرف
 کعبه خاتون دو کون اولادین ترکگاه سیر
 صبح و شام اوراد و خادع غیر و کافور نام
 خال مشک از روی گندم گون خاتون عرب

هر که بشنید سخن زده یک بر سر آن آمده
 نقل پشیاں هم سرتاج خضر خال آمده
 همچو موسی در عصا نشان جان شیان آمده
 چو صدق تن غرق شک و سیه طشان آمده
 گاه با چو حلقه زنجیر مطراں آمده
 رفته ساق عرش را غفلت بچیاں آمده
 باز دیگر نیمه طوق حلق شیطاں آمده
 چو سدس خان زنبوران پر فعال آمده
 عالمی گردش چو زنبوران غریباں آمده
 بس در کج کاندیس نه بام ایواں آمده
 در طواف کعبه محرم دار عریاں آمده
 گاه و بالای زمین از بهر قریاں آمده
 بر هوا تسبیح گویاں جان حیواں آمده
 کاندیس در عالم وجود از سلب قریاں آمده
 هفت بانو بیس پرستان شبنم آینه
 این زردم آن از صحن سالار گیمیاں آمده
 عاشقان را آرزو بخش و دل سال آمده

مهرماه اوراد و طفلانند لایک هر دورا
روی گندم گون او بوده قصا و پیرشت
کعبه صرافی دو کانش تیم بام آسمان
بر محاک کعبه کو جنس بلال آمد به ناک
بر سیاهی سنگ گر زرت سپید کیدنه مرغ
سنگ زر شیر ناک لیکن صبح وار از راستی
در سیاهی سنگ کعبه روشنائی بی چنانکه
زهرم انگه چون دهانی آب حیوان در گلو
پیس عیسی دم چیه زهرم صلیب لو چرخ
مصطفی کمال عقل و کعبه کان شفاست
عیسی انگه پیش کعبه بسته چون آخرمیاں
کعبه را از خاصیت پنداشته خود را صلیب
اندر آفتش بنه سمار و الف داری شده
گر حرم خول گرید از غوغای کعبه حق است
بر خلاف عادت اصحاب قبل بسته ای عجب
کلیاں چون ماکیاں هم بر سر خود کرده خاک
بوئیس آرامگاه و انبیا بوده مقیم

گاهواره بابل و مولد خراساں آمده
آرم از سودای گندم زان پریشان آمده
بریکه دستش عجب زار ایمان آمده
هرگز از بولسب رویت شادان آمده
زان سپیدی دال سیاهی زنی یوان آمده
شاید هر کچه که ز نور شمع در کان آمده
نور معنی در سیاهی حرف قرآن آمده
وان دهاں در نیم لجن سین دندان آمده
سمرنگوں فی آب چون چادر زخندان آمده
عیسی آنجا کسیت هاون کو کعبه کان آمده
چادری کان دست یی خست ثمران آمده
کز دم ابن اللہ اورا هم حبیبان آمده
پر چنین داری ز عصمت بیگانه اخلان آمده
کز فلاخن شان فیروز کعبه غضبان آمده
بر سر هرغان کعبه سنگ باران آمده
کز خروس فتنه شان آواز خندان آمده
ماز غضبان گاه اهل بیعی و عصیان آمده

کرده عیسی بامی از بالای کعبه چنبری
 ز رو بے نام از جلال کعبه هر یک صفت
 من کچشم خویش دیدم کعبه از زخم سنگ
 کرده روح القدس پیش کعبه پر بار حجاب
 بوقبیس از شرم کعبه رفته در زلزال خوف
 کعبه در شومی غرب چون قطب تنگی صدف
 کعبه قطب است و بنی آدم نهان الغش دار
 کعبه هم قطب است و گدول است چو ستار سال
 کعبه و غن خانه دان ز زو شب گاه خراس
 کعبه شمع در روشنای پروانه و گیتی لکن
 کعبه گنج است سیاهان غرب ماران گنج
 کعبه شان شهید و کان زرد دست ای عجب

و اندر خوشی سیودی رنگ قتال آمده
 خیر و آذول که عیسی کرده ویران آمده
 اشکبار از دست مشت تابسان آمده
 تابرو آسید سنگی بل طغیان آمده
 کعبه را از روی ضحرت رای نقلاں آمده
 یا صدف در بحر ظلماتی گرد و کال آمده
 گرد قطب سیمه سر شیداد حیران آمده
 صورت دستاس بین قطب و ویران آمده
 کاد پیسه گرد و روغن خانه گردان آمده
 بر لکن پروانه را بین مست جولان آمده
 گرد گنج انگه صف ماران فراوان آمده
 خیل زنبوران و مولانش نگهبان آمده

فی ملح فخر الدین منوچهر و خاقان الاعظم غمتان بصنعت فی المطلاع کتب

پیش که صبح بر در دشت چهر چنبری
 پیش که غم و زن شود چشم ستاره سحر
 ساخت فرو کند راسپا پینه بند و آسمان
 خیر مگر بر برق می برق صبح بر در ی
 بر صدف فلک رساں خنده جام جوهری
 صبح قبا زره زنده بر کند زره گری

برکش سیخ غم ز دل پیش که صبح بر کشد
 زانکه برهنگی بود زیور صبح تیغ و شمشیر
 گاه چو حال عاشقان صبح کند ملونی
 چون بصبح بلبله قنقنه کرد و خنمانی
 روز بروزت از فلک انتی دو صبح میرسد
 نوب صبح یکدم است اینت تشنگی گریه
 فرض صبح عید را که تو خواب فوت شد
 نیست ز نامه خبر و ز دم رفته حاصلی
 عمر پلست رخنه سر حاد سیل پل شکن
 آنکه غم جهان خوردی خورد از حیات بر
 آه و کاسک تو ام می خورد و گرگ مست شو
 برگ می صبح کن هر که فروختن که چه
 خواب تو می نشاندم بر سر آتش هوس
 شو بگلای شک من خواب جهان زعبهرت
 هم بگلای نعل بر و دوسرم که از فلک
 برق توئی و بید من سوخته تو ام کنون
 بر غیب و دم خوره خیر و کاب باده ده

این سخن هزار میخ از سر چرخ چهری
 صبح برهنه می کند بر تن چرخ زیوری
 که چو غلی دبر راں مرغ کند نو آگری
 خنده کند نه قنقنه صبح چو نوگل ظری
 صبح سه گردوار یکف جام صبح آهدی
 داد می که می دهد صبح دمست بنو بری
 صدره اگر قضا کنی تاش صبح ششمی
 حاصل وقت را نگر تا دم رفته بنگری
 کوش که نارسیده سیل از پل رخنه بگذری
 بس تو غم جهان خوردی خورد از حیات بر خوری
 خواب پلنگ نه ز سر گر چه پلنگ گو بری
 گر چه نه خواب جسته خوش ترش و گلای سری
 کال همه مشک بر سر و بین همه غزازی
 تا بد و لاله در کشی جام گلاب عبهری
 یا همه در و دل مراد و سرست بر سری
 سوخته بید خواه اگر راق عید پوری
 چو دُش از مطوقی چو عیش از امهری

رقص کنان نگر خورده لعل غنچه چو در ویتو
 منظری که از فلک خوانچه زبر اکبریت
 خون جگر خورده از سر خوانچه فلک
 کرده چرخ جو بگو دیده و آزموده
 درده از آن چکیده خون ابله تن ذرا
 تیره شد آب احتراق ز آتش روز میکند
 چرخ کبود جامه بین ریخته اشکها ز رخ
 از بس زراحتراں کادره بر خاک شب
 آبی و جام بین هم گویی دست شعبده
 در کف ساقی از قدر حق لعل تشنیه
 ساقی بزم چون پری جام بکیف چو آئینه
 در کف ساقیان بزم آب زهرت گاوز
 از قطرات جرعه آثار زرد ریخته
 و خمر آفتاب و در تنق سپهر گون
 زده جلوه کرد و نشانی باد صبح مریدی
 منظر بخت پیشه بین در صورت آفتاب
 بر لبه انجلی صفت مست زبانش و دهان

طوق کشان سر دوش چو خط از مغبری
 خوانچه کن چانه کش خوانچه رزم میری
 عمر تو می خورد تو هم در غم خوانچه زری
 کرده بجور جورتست هم بجال او دری
 کابل رخ فلک برده عروس غاوری
 بر در جات خطبام آب چو آتش اختری
 تا تو زجر عمر بر زمیں جامه عبید گستری
 رفت سیاهی از محاک ماند سپید پیکری
 کرده زسیم ده دی صرعه زرشش سری
 در گوی قدح زکف رشته عقد عنبری
 او نه زجر ز جام اگر ز آئینه می رمد بری
 آتش ز سویت آن در بگذاست سامری
 یافته چون رخ فلک پشت زمین مجدری
 گشته به زهره فلک عالم هم بدختری
 کرده نقش بستش تا خلیل ازری
 آتش و آب و باد و گل کرده هم ز ساحری
 از سر زخمه تر جان کرده بتازی دوری

ی عروسی از حبش ده غمتی تپش پس
 بنگ برینه فرق رای پای پلاش پیش میں
 ست رباب ہر کی بستہ بدہ رسن گلید
 ہنر دف شکار گہ زامو و گوئیوز و ساگ
 وز رسید مجرماں عید کنید زین سبب
 بر عرفات بختیاں بادیدہ کردہ پی سپہر
 بر عرفات عاشقان سختی بے خبر توفی
 ہی بنماز دیگری موقف اگر تمام شد
 رسو مشعر الحرام آمدہ اند مجرماں
 در بنما خورد زمین خون حلال جانوراں
 ہر کہ کبوتری کشد ہم بنواب در رسد
 سنگ فشاں کنند خلق از پی دیں ہجرہ
 در بطواف کعبہ انداز سر و پای سر زناں
 در ہمہ سنگ کعبہ را بوسہ زنند حاجیاں
 کوی مغاں و ماو تو ہر سر سنگ کعبہ
 طاعت ماست با گندہ کرنی نام در خورد
 کعبہ رسد بہ زہدان میر با سبکشاں

تاج نہادہ بر سرش از فی وقفہ سکری
 خشک رگے کشیدہ خون لاکنناں لاغری
 زیر خرنیہ ہشکم کا سہ سر زمضطری
 لیک پہنچ وقت از و پہنچ شکار لشکری
 روز چو مجرماں زدہ لاف سپید جاوری
 ماو تو بپہریم ہم بادیدہ قلندر ی
 کاناک ز بار کش تری کز ہمہ پنچہ تری
 چوں تو صبح کردہ نماز دیگری
 محرم می شدیم ما میکدہ کردہ شعری
 ما بخوریم خون روز تابہ سہ بجانوری
 خیر بہ بر گوی دن کو کندت کبوتری
 تا ہمہ جاں فشاں کنیم از سر زلف ستمری
 ماو تو طواف دہر از سر دل نہ سہری
 ما ہمہ بوسہ گہ کنیم از سر زلف ستمری
 درد تو کردہ زمری دست تو کردہ ساعہ
 روی سپید جامہ را داغ سیاہ گاوری
 بخشش وصل داں بہرہ تو از میاں برو

زهدشما و فسق ما چون همه حکم داورست
گر حج و عمره کرده اند از در کعبه رهبران
خاطر اضلی ازال کعبه شناس شد که او
داور تال خدای پس اینمه حصیت داوری
ما حج و عمره میکنیم از در خسروی سری
در حرم خدایگان کرد بجاں مجاوری

المطلع الثاني

ماه بماه میکنند شاه فلک کدوری
مانده ساز و از بره بر صفت تو انگدان
موسی و سامری شود گاو و بره بر پرورد
بتنگ تیر از و شود و روضه صفت بتنازگی
چون بدیان شیر در ششم پلنگ آورد
تیز تر از کبوتری بر ج به برج می پرد
هر سه ماه به برج نو بکجه نو بر آورد
از همه کشته فلک دانه خوشه خور و پس
از مهر خوشه ناگش داس شکست و گلو
گوئی ازال رگ گلو ریخته اند در رزال
باز چو زغالش سخت تر از وی فلک
انپنی صنع زرگری کوره گرم به بود
عالم فاقه برده را توشه دهد تو انگری
بزرگری کند بگا و از قبل کدوری
آب خضر بر آورد و زائنه سکندری
خرگ ماه از و شود و خلد و ش از منوری
روی زمین شود زلف پشت پلنگ بربری
بریضه ز سه می نهد و در از سبک پیری
یکسره برج او شود و هم دوازده وی
چون سو برج خوشه رفت از سر ج آذری
کرد رگ گلوش را از سر داس نشتری
اینمه خول که میکشند آتشی محض فری
تا حلی خراں کند صنعت یاز آذری
کوره سر و شد فلک یں همه صنع زرگری

گر همه ترازوئی زر خلاص در خورد
 در نه ترازو فلک زر گر قلب کار شد
 عید رسید و مهر کال باد و جنبیه پراثر
 شاه طغان چرخ بین طاه و غلام و ریش
 شاه چو مکریم از صفت عیسی نه سب
 عیسی خرد را کند تابش ماه دایگی
 میوه چو بانوی ختن و پس جلمهای زر
 تا که ترنج را خزان شکل جذام داد بر
 نخل بجنبش آمده گریه یهود شد چرا
 سیب چو مجری زر ز خرده عود در میان
 مه چو مشاطه کال زده بر رخ سیب خالها
 خال ز غالیه نهد هر کس روی سیب را
 خم چو پری گرفته یافته مهر و کرده گفت
 نار همه دل و دهن دل همه خون عاشقی
 سار و شاخسار بر زرنگی چار پاره زن
 در بر بید بن نگار لشکر مورصف زده
 گر چه درخت ریخت ز رو چه پادشاه در

نور ترازوئی فلک هست چو زربد خوری
 نقد عراق خول کند زر خلاص جعفری
 هر دو جنبیه یک عنان در گردنگاوری
 کین قره سنقری کند دال دگر آفتوری
 کرده بسان مریش نفخه روح شومهری
 مریم عور را کند برگ درخت مجری
 زارخ چو خادم حبش پیش و ال یکا لری
 دریر قال شده است ز باجوئی ز صفری
 پاره زر در بر کف دوخت بان شمری
 کرده برای مجریش نار کفیده انگری
 سیب برهنه ناف بین ناف دم از معطری
 خال ز خون نهاده ماه نیست مشاطه قری
 خط مغرمان شده برگ زر از مغرری
 سیب همه رخ و فتن ز نه خال لبری
 خنده زناں چو زنگیان بر زنی غبری
 کرد لوائی سام بین موکب خام لشکری
 هم ز رسد بچو دشان با کف شته برابری

خسر و ذوالجلالتین از ملکی و سلطنت
 قامت صاحب فطران علقه افسری شده
 شاه معظم آختان آنکه رضا و خشم او
 ای بحسام بیلگون یافته ملک یوسفی
 پشت بهشت و نه فلک است بهای دولت
 از فلکی شریف تر با شرف مشخصه
 بدر ستاره موکی مهر فلک جنبیتی
 نوح خلیل حالتی خضر و کلیم قالی
 خسر و سام دولتی سام سپهر صولتی
 ربع زمین زورگدانت ثلث نهند بجارین
 عالم نوبنا کند رای تو از مهندسی
 امر تو نطفه افگند بهر سه روح تا کند
 عدل تو دانگی کند ملک بهر پر و چنای
 چرخ مدور از شرف عرش هر پنج از علو
 خدمت زلف و دست کند از پی سبیل سخن
 کشتن جاس تر از درد حسد نه پس بود
 روی بهی کجا بود و هر دوزخیر را که خود

مستحق خلافتین از یلواج و تنگری
 برده سجود افسرش با همه صاحب افسری
 نخس بر زحل شود و سحر ربای مشتری
 بر در مصر قاهره کوفته کوس قاهری
 دولت یوسفیت را عقل بهفده مشتری
 از ملکی که یکم تر با کرم مصوری
 ابر و ورخش را بیتی بحر تنگ خجری
 احمد عرش همتی عیسی روح منطری
 رستم زال دانشی زال زمانه داوری
 زال سوط استودا در خط حکمت آوری
 کشور نور قم زندفسر تو از موفری
 بهفت محیط دانگی چار بسیط ماوری
 کائناتش و آب را و دبا گل مل برادری
 طوف در تو میکنی از پی کسب هر دوی
 شاه دران عربی آئینه در عددوری
 کوه جلا ف جستن دارد امید بهتری
 وقت سقوط تو لشهر خور و سقوطی

در همه پیلای فلک سپید روزنامه را
 خنجر کند نایب است بهم به کدوی مغز او
 تیغ تو صیقل بدی بلکه خطیب ملک شد
 اینست مفسر طفره خاطب انجمن زبان
 قائم پنجم آسمان منتقم ششم زمین
 پایتخت نوبت بر سر تلخ آسمان
 تخت حساب شد عاری و کوزه ز خاک تاج بر
 تاجوران ملک را فخر بگوهرت رسد
 تا که عروس دولت یافت عروسی فلک
 نعل ستور نو سزد حلقه فرج استر
 چون زر گهر سخن رود در شرف جلال کین
 گر گزری کند عدد و بطرف ممالک
 گر جنبی ز مغفله بر در کعبه بگذرد
 پاسخ او بیاسنی باز دهمی که در طفر
 ای حرم تو از کرم بیت حرام خمران
 وای کرم است سرگران جان سپهر تنگین
 تا بصفت بود فلک صورت ویر عسوی

نیست بهجت خصم تو آوری در دهری
 میسر دیش مزدی تار هدا از مزدی
 دست تو چون نمود صبح آمد و کز نوبی
 ز انجمن عجب بود و خاطبی و مفسری
 اختر فعل و عقرب آتش و لون عبقری
 کز سر تخت مملکت تاج ملوک کشوری
 چهره چنان خمران دید و چو تخت جوهری
 تو سر گوهری ترا منجر تاج گوهری
 بهر عاریش کند ابلق کیستی استری
 تاج سر ملک شنی خاتم دست سنجری
 چون سد و اثیر و خوناری و نوری و نری
 زحمت او چه کم کند ملک ترا مقبری
 کعبه بلوث کعب او کی فتد از مظهری
 ناصر ایت حق ناسخ آیت شری
 چون سخن من از نکت سحر حلال خاطری
 زین سخن است دل بسا خضر طبع عنبری
 محور و خط استوا شکل صلیب قیصری

باو خطاب عیسوی بابا گشت چنین کافر دیرا عظمیٰ خنجر صلیب کبری

قصیده

نثار اشک من بر شرب شکنجه پنهانی
چو هم زانو شوم با غم گریبان را کنم دامن
سرم زان جوت زانو شده کز تن حلقه نیام
دلکم کعبه هست تن حلقه چگونه حلقه کانرا
سرا حرامیان عشق بر زانو به است ایرا
توزین حرام و زان کعبه چیدی کز بر تن حشمت
شدست آئینه زانو نقش از شانه و دستم
ملخ کردار خول لوده و باران اشک آری
هو ارا دست برستم خرد پای بشکستم
هو اخفته است بستر کرده از پهلوی نو میری
ازان شد پرده چشمم چون کبری آلوده
به بین بر وزن چشمم عروس روزنظاره
به بیچاره من در پرچون آتش چنبری و انگه
بخوان ساده مانده اشک خاک بود از تن

که هست رازنا شوئیت بازانو پنهانی
سرم را بر سر زانو کن درامن گریه بانی
دران حلقه ترازو دار بیجان و حافی
ز لب دندان کش می نهان ز فرخانی
صفا و مروه مر دان سر زانو است گردانی
ز کعبه پوششی دیدست و از احرام عریانی
که دارم چون بفته سر زانو از پنهانی
ملخ سر بر سر زانو است خول لوده بارانی
ز صرافم چه خواهم کرد نقد انسی و جانی
خرد مست و بالین کرد بازادی و دانی
که غم با بعیتان دیده جفتی کرده پنهانی
که بیند بچکان دیده را در قصص جهانی
رسن دارا نقش چنبره گیر و ز بیجانی
نرخ لعل چکان شش لعل لعل بیجانی

رقوم اشک اگر بینی بجم و نقطه بر رویم
 به بستم حرص را چشم و شکستم آزادند
 مشاع آمد میان عیسی و من گلشن وحدت
 دل از تعلیم غم پیچید مغاذا داد که بگذارم
 ازاں چوں لوح طفلانم به رخ شاکه درین
 شب غمهای من چو شب بلبل شادی آید
 فلک چو آتش بهقان شای کین کشد بر من
 مرا شگلشن عیسی زین شکافتاب آنکه
 مرا آئینه وحدت نماید صورت عفا
 چه جای عزالت ملک کلجاست بهجت
 اگر چو عیسی از خورشید سازم خونچهرین
 بدست هست از خاطر براتم غم که سلطان
 کلونی بر دل است از دهر و بد بر طبع آلوده
 دلم را منتری پیش است واپس ماندگان از پس
 به هفتاد آب خاک از دل بشویم که در طاعت را
 دل اینجا علت دارد که نصیحت نیست در روش را
 هنوز اسفند یار من رفت از هفتاد و پانز

رموز غم زهر حریفی ببرد و بمره بر خوانی
 چو میم اندر خط کا ترچه سین در حرف یوانی
 بجای آن نیمه بخزیدیم هم از عیسی باز رانی
 که غم پیر دبستانست و دل طفل دبستانی
 که دل را نشتره عیسی است ازاں پیر دبستانی
 شود سامان نقیب من همه بر گنج سامانی
 که بر ملک میم هست مساحی و در هفتانی
 سپهر فرمود دلیلم وار و رعین کرد ما کانی
 مرا پروانه عزالت و بد ملک سلیمانی
 که عنقا سور خواں گشت و سلیمان مرد بخوانی
 پر طاوس فردوسی کند بخواں گس رانی
 گس را نهما کنند از پر طاوسان بستانی
 طری مردمست از عید و غم بگاو و قربانی
 که را به شگلشن است و دم افکند سپ پالانی
 که هفتادش حجب پیش است به هفتاد ظلمانی
 هنوز آن روز نش بست او بیجا بر بحرانی
 عیش و در و در ویش عروسانند زندان

لم چو بپوشستن خجسته سلطان خرد گفتا
 دیدی آفتاب بحال در اضطراب اندیشه
 بهره است آنچه دیدستی غشوست آنچه خواهی
 هست شرح لبس طبع میدرگر خروندی
 چو طاعت است چه باید لبس اگر بازی هواگیری
 نوا گفتن ازین بازار گذر خاک پیازی کن
 مقامت خاک پیازی راست نازد باید بر آبی
 اگر خواهی گرفت از زیر روزی روزه عزلت
 چه سود از لوح اگر مانند نقطه اولیس حرفی
 اگر بیکره نماز مرده خواهی کرد برگشته
 درین علت سمرای دهر خستنی طینت لبس
 بخوان دهر چو دولا بیا بی کاسه شسته
 عیار دهر کم از دست دیدم زانوش همت
 یکشتمی ماند این پیام و بادش چرخ سرگردان
 فلک هم که تندرست که جولانگه گیتی
 هم دور فلک جورست تو دام فلک داری
 فلک شفته بد بختی ست در کار ملک کارایی

که بر باد هوس منشین که شمع رخ بنشانی
 نخواندی احسن التعمیم در تحویل انسانی
 نه محل عالمی قطعی نه قاصد علم یزدانی
 به آب عقل حیض نفس میشوار مسلمان
 چو خرگوش است چه باید حیض اگر شیر نیستانی
 که اینجاریزها ریزند صرافان ربانی
 تو زور در خاک می ریزی و آخر دست میمانی
 کلون انداز از دیده راقی ریز ریحانی
 که از روی گرانباری زنجیر حرف پایانی
 وضو از آب و اماں کن که بس آلوده طمانی
 چو تشکیس ساز او باشد کند در تو درمانی
 که بر دولا بگردول هست یکا تشکیس گردانی
 زرش زلف است چو آتش از زانیت ازانی
 باغی ماند این گیتی و قائم باد آسانی
 عنال بر پاروم دارد ز روی تنگ میدانی
 زیر کار فلک پیروں توانی رفت نتوانی
 چو بختی بار بختی کش از مستی و حیوانی

اگر با بخت پر ماده قرین این خلد و ران
بهر ناسازی در ساز و دل نمانوشی خوش کن
بمعلولی تن اندر ده که یا قوت از فروغ نور
چو خورشید و چو ایام شو که دیر انسانی روشن
چو درویشی بدر ویشان نظر به کن که جرم نور
اگر بر بوی یک رنگی گزیرت نیست از یاران
نه عیسی داشت از یاران کیمیه سوزنی در بر
و گره غنائی از مرغال ز کوه قاف دیں گذر
سلاح از بهر دیں بهتر که ز بنور از پی شمدی
ازان و خرقه آدم تشن غوی که در باطن
ترا در رنگ ز اوان کجا معنی آزادی
ازان بر سر زندت تنک همچون پاکبیل ایرا
ز حبیب موسی لانی دس چون است موسی
فرو کن قطع آزادی بر انگس لام درویشی
یهود آسا غیار و در بر کتف مسلمانان
به ستمی جان سبک بیدار تا چو سبکبارها
بنفس پیروزان مانند تور ناکسار کاوان

تو چون دوران فحلی ساز کا فحل دورانی
که آبت زیر کلاه هست و کمالت زیر نقصانی
سفر جل رنگ بود اول که خرگشت رمانی
برینه خلعه می بخش اگر خورشید و ایمانی
بعوری کرد عوارز انک پوش زمستانی
بیار بد قناعت کن که بی یارست بی جانی
نه سوزن شب و جالست یک چشم صفا بانی
که چون بے قاف شد عناق اگر دوزن لانی
چو کیلی کور دیں پوششت تروپس کرد کیلانی
مرقع و اربابلیسی ملمع کار شیطانی
که ازرق پوش چل پیکان شن سیرت چو سوبانی
که سندان و در تریج شکل کعبه رمانی
نه اهل تسبیح آیاتی که در دست الوانی
که بالام سیه پوششال نماند لالت لامانی
اگر رشان بر در اغیار دیں بینی بهر باد
چو سگ در پیش سگساران بلای دم بجنبان
بوضو باطل کند و آخر ندانند پستان

هوا چون خاکپای و آذخوک پایگاهت شد
 چه باشی مشک سفایا گهی حق و گه استقا
 عمارت جوی شد طائوس از آل پای گلین وارد
 شعبه را که سیه پوشی بر آمد نام آزادی
 نمائند آب و فاجای مگر در جوی درویشاں
 چه آزادند درویشاں ز آسیب گرانباری
 پد سلطانی کورا بود در پنج دل آشتوبی
 پس از سی سال روشن گشت برخاقانی یعنی
 ز دیوان ازل منشور کا ول در میاں آمد
 بخوان معنی آرائی بر آهیمی پدید آمد
 سخن گفتن بکته تمست می بینی و می پرسی
 دیگر بر احمد مختار خواند این چنین شعری
 عراقم جلوه کرد امسال بر لشکر که سلطان
 چو آواز وفات ناصر الدین در عراق آمد
 بنالد جان ابراهیم و گردید دیده کعبه
 مرا و بود هم لوح و هم ابراهیم و دیگر کس
 خلافت دار احمد بود و هم احمد نکر دش

خراج از دهر فومی جوی در دلی روی نسیانی
 نثار افشان هر خان ز کوهستان هر خوانی
 ولیکن سر بزرگی یافت بوم از جلد ویرانی
 به از یا قوت اطلس پوشش دل بند فزانی
 باب دانه ایشان بساز از مرغ ویشانی
 چه محتاجند سلطانان با سبب جهان بینی
 خوشا درویشا کورا بود گنج تن آسانی
 که سلطانت درویشی و درویشی سلطانی
 امیری جمله را دادند سلطانی بخاقانی
 ز پشت آذر صنعت علی بخار شروانی
 خلک را بین که میگوید بخاقانی بخاقانی
 ز صدر او ندا آید که قداحمت حسانی
 که بودش زانفتاب خاطر ملاف خراسانی
 من و خاک عراق آشفته گشتم از پیشانی
 برابر ابراهیم ربانی و کعبه صدق ربانی
 همه کفغان و نا اهلند با نمر و کفغانی
 که فاروقی فریقینی نود النورین فرغانی

دل از هوش رفت چون بوی تن پدید چوین
که مردان موسی دستش که کلاکش کرد و شعبانی
ز قطران شب کا فور روزم حاصل این آمد
که از نم دیده کا فور بیست و نیم جامه قطران
اگر کا فور یا قطران روزا دن فرو بندد
هر کا فور و قطران زرد و نارغ و در و پنهانی
دلم مرگ بپیر غم سوخت در جهانم ز دال آتش
که بهش عرق شربان گشت خوش روح دیوانی
سخن در دانه ست اکفون که چنان مرگ از دل
در گشتن فرو بستیم بمرگ عیسی غانی
علی را گو که غوغای طواف گشت عثمان را
علی دار از جهان بگسل که ماتم دار عثمانی
وحید الدین عالم بود و لقمان جهان ما
چو مرگ آمد چه سودش داشت در شی قلمانی

بیکدم باز است از چرخ و رنگ سعد و خس او

که این مثلثت بر حسین است آن ترشح کیوانی

۱۹۲۰

